بَا اَدب جانور
بے اَدب وہابی
تصنیفِ لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ
Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

(۱) یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔(پارہ۱، سورۃالبقرۃ، اٰیت۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو "رَاعِنَا" نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے (جو کچھ کہا جائے اس کو) بغور سُنو اور کافروں (اس قاعدے کو نہ ماننے والوں کے لئے) کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہودی اور کُفّارِ مکہ لفظ "راعنا" کے دو معنی سمجھتے تھے۔ایک تو یہ کہ آپ ہماری طرف توجہ فرمادیں۔دوسرے معنی لَغو کے سے تھے۔اِس لفظ کے استعمال سے حضور پر نُور ﷺ کی بے ادبی کا شائبہ محسوس ہوتا تھا۔اُس شُبہ (شک) کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ "راعنا" کے استعمال کو قَطعی (حتمی) طور پر منع فرمادیا تاکہ اُس کے حبیب سے کلام کرنے میں بے ادبی کا شائبہ تک نہ ہو۔ [1]

انتباہ: جس ذاتِ اقدس کا ادب خود خالقِ کائنات سمجھائے بلکہ بے ادبی کے معمولی شائبہ پر جہنّم کی وَعید سنائے اُس ذات کی رِفعتِ شان (آپ کی شان کی بلندی) کا کیا کہنا۔لیکن حیرت اُس برادری پر جو ایک طرف تو بے ادبی و گستاخی کو کُفر و اِرتداد بلکہ گردن زَنی (واجب القتل ہونے) کے فیصلے سناتے ہیں دوسری طرف جی بھر کر گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتے ہیں اور ڈھیٹ اور ضد کے دُھنی (پکے) کہ اپنی اُن گستاخیوں کو توحید کا لِبادہ اُڑھاتے ہیں۔

(۲) أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ۔

(پارہ۱، سورۃالبقرۃ، اٰیت۱۰۸)

ترجمہ: کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو پہلے موسٰی علیہ السلام سے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کُفر لے وہ ٹھیک راستہ سے بہک گیا۔

فائدہ: مُفَسّرین نے لکھا کہ اِس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ باتیں نہ پوچھا کریں جو کچھ آپ فرمادیں اُسے بغور سنیں اور بال کی کھال اُتارنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ یہ یہودیوں کا طرزِ عمل تھا۔اور اِسی وجہ سے اُن پر مصیبتیں نازل ہوئیں۔ [2]

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا　　ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

---

[1] (روح البیان، سورۃالبقرۃ تحت آیت 104، 197/1، دار الفکر بیروت)

[2] (روح البیان، سورۃالبقرۃ تحت آیت 107 الی 108، 202/1، دار الفکر بیروت)

(۳) لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (پارہ۱۸، سورۃالنور، آیت۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چُپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ اُنہیں کوئی فتنہ پہنچے یا اُن پر دردناک عذاب پڑے۔

فائدہ: اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ آداب سکھائے ہیں جن کا نبی ﷺ اور اُمتیوں کے درمیان ملحوظ رکھنا اَشد ضروری ہے۔ یعنی حضور کریم ﷺ کو اُس طریقہ سے نہ بلاؤ جس طرح عوام الناس ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور نہ ہی اُن کی مجلس سے چوری چھپے بلااِجازت رُخصت ہو کیوں کہ یہ بڑی گستاخی ہے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس گستاخی کے عوض (بدلے) اللہ تعالیٰ تم پر کوئی آسمانی عذاب نازل کردے۔[3]

(۴) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ۔ (پارہ۲۲، سورۃالاحزاب، آیت۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔

(۵) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔ (پارہ۲۶، سورۃالحجرات، آیت۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اُس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل (بے ادبی کی وجہ سے) اَکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(۶) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔ (پارہ۲۸، سورۃالمجادلہ، آیت۹)

ترجمہ: اے ایمان والو تم جب آپس میں مشاوَرت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشاوَرت نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشاوَرت کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اُٹھائے جاؤ گے۔

(۷) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (پارہ۲۸، سورۃالمجادلہ، آیت۱۲)

---

[3] (روح البیان، سورۃالنور تحت آیت 63، 185/6، دار الفکر بیروت)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت سُتھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو[4] اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۸) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا۔ (پارہ ۷، سورۃ المائدۃ، اٰیت ۹۲)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو۔

(۹) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، اٰیت ۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

(۱۰) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ۔ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، اٰیت ۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

(۱۱) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، اٰیت ۲۱)

ترجمہ: بیشک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے اِس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

(۱۲) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء، اٰیت ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اُس سے رکاوٹ (تنگی) نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

(۱۳) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، اٰیت ۳۶)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو اُنہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اُس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(۱۴) وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، اٰیت ۷)

---

[4] (خیرات دینے کو کچھ نہ پاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

نائب اور خلیفہ اعظم: نبی پاک ﷺ اللہ کے خلیفۂ اعظم ہیں خود اللہ تعالیٰ نے اُس کی تعلیم فرمائی ہے۔

(۱۵) وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (پارہ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۲)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو اِس اُمید پر کہ تم رحم کئے جاؤ۔

(۱۶) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (پارہ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم (اطاعت کرنے والوں) میں حکومت والے ہیں۔

فائدہ: مندرجہ بالا آیات کے علاوہ قرآن مجید میں دوسرے بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لئے اِرشاد فرمایا ہے اور وہ آیات انسان کی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہیں۔ اَحکامِ الٰہی کے تحت فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ»[5] (شرح السنة للبغوی،)

ترجمہ: عبداللہ بِن عَمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اُس کی خواہش اُس چیز کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

محبت کا دعویٰ اُس وقت تک درست و صحیح ہو سکتا ہے کہ جب انسان اپنی ہر خواہش رسول کریم ﷺ کے فرمان کے تابع کر دے اور دنیاوی اور برادری کے غیر اسلامی رسم و رواج کو ترک کر دے کیوں کہ

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی　　خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

فائدہ: محبت کا دعویٰ اور زندگی کے ہر شعبہ میں مسلسل نافرمانی۔ یہ محبت نہیں عَداوت (دشمنی) ہے۔ انسان اپنی خواہشات پر گامزن رہ کر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید　　که ہرگز بمنزل نخواہد رسید

رسول اللہ ﷺ کی اِطاعت سے گریز کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کبھی راضی نہیں ہوتا بلکہ اُن کے متعلق یہ اعلان فرماتا ہے:

---

[5] (شرح السنة، كتاب من اسلم على ما سلف له من الخير، الباب رد البدع والاهواء، 213/1، المكتب الإسلامي دمشق، بيروت، الطبعة: الثانية، 1403هـ 1983م)

(۱۷)وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(پارہ۵، سورۃالنساء، اٰیت۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

(۱۸)وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ(پارہ۹، سورۃالانفال، اٰیت۱۳)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک (سوایسے لوگوں کے لئے) اللہ کا عذاب سخت ہے۔

فائدہ: حضور کریم ﷺ کی اِطاعت ظاہراً و باطناً ضروری ہے جس قدر اِتّباع زیادہ ہوگا اُسی قدر قُربِ الٰہی میں مرتبہ زیادہ ہوگا اللہ تعالیٰ اِتّباع کرنے والے پر راضی ہوگا۔ اور وہ اُس کے فضل و کرم سے نوازا جائے گا۔

(۱۹) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔(پارہ۴، سورۃالنساء، اٰیت۱۳)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اُسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رَواں (جاری ہیں)، ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

فائدہ: اِنہی چند آیات پر اِکتفا کیا جاتا ہے۔ تفصیل مع تشریح کے لئے حضرت حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "شانِ حبیب الرحمن" کا مطالعہ کیجئے۔

درسِ ادب: اِطاعتِ رسول ﷺ پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ اِطاعت وہی کرتا ہے جو حضور سرورِ عالم ﷺ کا باادب ہے جیسے سیرِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے عَیاں (واضح) ہے۔ بے ادب اِطاعت کرتا بھی ہے تو مرے دل سے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسولِ اکرم ﷺ کی سچے دل سے اِطاعت و ادب نصیب فرمائے۔ (آمین)

بے ادب پاگل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (4) وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ۔

(پارہ۲۶، سورۃالحجرات، اٰیت۴، ۵)

ترجمہ: بیشک وہ جو تمہیں حُجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا۔

شانِ نزول: اِس آیت کا شانِ نُزول مُفسّرین یوں تحریر فرماتے ہیں کہ قبیلۂ بنی تمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت مسجد نبوی میں آئے حضور ﷺ اُس وقت حُجرہ مبارکہ میں آرام فرمارہے تھے وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے " يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ، أُخْرُجْ إلينا "یعنی: اے محمد ﷺ باہر آیئے۔ یہ بے ادبی اور گستاخی کی بات تھی۔[6]

آیت میں نبوّت کا ادب سکھایا گیا کہ تمہیں کیا معلوم اِس وقت آپ پر وحی نازل ہورہی ہو۔ یا کسی اور اہم کام میں مشغول ہوں چونکہ آپ کی ذات مسلمانوں کے تمام دُنیوی و دینی اُمور کا مرکز و محور تھی کسی معمولی ذمہ دار آدمی کے لئے بھی اپنے فرائض سے عُہدہ برآ ہونا (فرض ادا کرنا) مشکل ہوجاتا ہے۔ اُمّتی کے گاہِ بے گاہِ (کبھی کبھی) بلانے پر اُن کی شان اور ادب و احترام کے یکسر (بالکل) خلاف ہوجائیں تو نظامِ دین و دنیا بَرہم (الٹ پلٹ) ہوجائے گا۔

استاذکل: صحابہ کے ساتھ حضور ﷺ کا ایک تعلق اُستاد اور تلامِذہ (شاگردی) کا بھی تھا۔ جیسے قرآن میں آیا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب وحِکمت سکھاتا ہے۔

اِس طرح بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب سے یہ ہمیں سبق بھی ملتا ہے کہ اُستاد شاگردوں پر شفقت کرے اور شاگرد اُستاد کا ادب واحترام ہر وقت ملحوظ رکھیں اوراسی طرح تمام بزرگانِ دین اور عُلماءِ حق کے ساتھ بھی ادب سے پیش آنا چاہیے اِس لئے کہ بے ادبی گنوار پن (جہالت) بھی ہے اور روحانی اعتبار سے باعثِ حِرمان (محرومی کا سبب) بھی۔

شاھانہ آداب: دنیا کا دَستور (اصول) ہے کہ کوئی شخص حاکمِ وقت اور بادشاہ کو اُن کے مکان سے اپنی غرض (حاجت) کے واسطے نہیں پکار سکتا۔ جب تک وہ خود ہی دربار میں نہ آئے۔ ابلیس ہی رسالت کی تعظیم وتکریم نہیں کرتا تھا اِس بات کو سمجھئے بلکہ اَہلِ ایمان اُس سے اپنے ایمان کی عظمت کے پیشِ نظر دربارِ رسالت و ادبِ نبوّت کی رِفعت (بلندی) کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک معمولی حاکم کے آداب کے خلاف تو سزا کا مستحق ہو اور اَحکم الحاکمین کے بتائے ہوئے دربارِ بادشاہانہ کی خلاف ورزی کرنے والا سزا کا موجِب (مستحق) نہ ہو۔

نبی علیہ السلام کا بے ادب پاگل اور لایعقل: قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہے کہ نبوّت کا گستاخ اور بے ادب پاگل اور بے عقل ہے۔ چاہے وہ اپنے آپ کو عالم، فاضل سمجھے اور دوسرے لوگ اُسے کتنا ہی بلند قدر مانیں۔

---

[6] (تفسیر القرطبی ،سورۃ الحجرات تحت آیت 5 ، 310/16، دار الکتب المصریۃ –القاھرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، 1384ھ 1964م)
(تفسیر الطبری، تفسیر سورۃ الحجرات، 283/22، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، 1420ھ 2000م)

اھلسنّت کا بیڑا پار: یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص ہے کہ جب تک کسی کی عقلِ سلیم میں کجی(یعنی ٹیڑھا پن) نہیں ہوتی وہ بزرگوں کی برابری کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر کچھ بھی عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے کہ بزرگانِ حق کے ساتھ برابری کا دعویٰ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر مُنحصر ہے۔

نکتہ: ابوجہل باوجود اپنی قوم قریش میں نہ صرف بڑا دانشور (عقلمند) تھا بلکہ اپنے فُنون و حکمت میں نُمایاں حقیقت رکھتا تھا اِسی لئے اُسے اہلِ عرب نے ابوالحکم (حکمتوں کا مرکز) کا لقب دیا لیکن رسول اللہ ﷺ کا گستاخ تھا اور بے ادبی کو اپنا دین سمجھتا تھا اِسی لئے حضور ﷺ نے اُس کا نام ابوجہل رکھا۔ [7]

مسئلہ: گستاخ بےادب اور مرتَد قسم کے لوگوں کو مولانا یا اِس طرح کے بہترین القاب کہنا لکھنا حرام اَشد حرام ہے۔(عالمگیری وغیرہ)

سبق: فُقہائے کرام کی احتیاط اہلِ علم پر مخفی(پوشیدہ) نہیں لیکن یہاں اُن کی بے احتیاطی سمجھئے یا قانونِ اسلام کی پابندی پر محمول کیجئے۔ وہ قانونِ اسلام یہ ہے کہ مرتِد بلکہ فاسق فاجر اور اہلِ بدعت کی تعظیم و تکریم سے نہ صرف خدا تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے بلکہ اُس کے غَیظ و غضب (غصہ) کو دیکھ کر عرشِ عظیم کانپ جاتا ہے۔ اور یہ گستاخانِ رسول ﷺ اور خارجیانِ زمانہ تو اِس لائق ہیں کہ اُن کے گلے میں رسّی ڈال کر اُن کے ساتھ وہی کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے ابو لہب کی زوجہ سے کیا اُمِّ جمیل کے گلے میں پھندا ڈالا جس سے وہ تڑپ تڑپ کر مر گئی۔

كما قال الله تعالىٰ: فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۔(پارہ ۳۰، سورۃ اللھب، اٰیت ۵)

ترجمہ: اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسّا۔ [8]

کیا ابلیس ملعون سے اِن لوگوں کا علم عمل اور عُہدہ و مرتبہ بڑا ہے جبکہ اِس خبیث سے جب بھی رسولِ اوّل ابوالبشر علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی ہوئی تو اُن کے وہی فرشتے جو کل اُس کی شاگردی پر نازاں(خوش) تھے آج اُس کے گلے میں لعنت کا پھندا ڈال کر بَہشت (جنت) سے نہ صرف پھینک مارا بلکہ لعنت لعنت اِلٰی یوم القیمۃ اور نہ صرف وقتی طور پر بلکہ ہر وقت اور نہ صرف یہی بلکہ کل دوزخ میں اُسے گھسیٹ کر کے بھی لانے والے یہی تلمیذانِ ارجُمند ہونگے جو اپنے اُستاد کی تعظیم و تکریم کے بجائے توہین تذلیل پر کمربستہ ہونگے اُس کی تشریح ان شاءاللہ آئے گی۔

لیکن افسوس کہ آج کل صُلح کلی مسلمان معمولی سی لالچ اور طَمع یا معمولی سے خطرہ سے اور کُھٹکا پر بہت بڑے سے بڑے گستاخ اور منہ بھٹ کے آگے تعظیم و تکریم کے طور سر تسلیم کئے ہوئے ہیں اور بوقتِ ضرورت اُس کو اعلیٰ سے اعلیٰ اَلقاب سے نوازتا اور اُسے خوش کرنے کے لئے ہزاروں پاپڑ بیلتا ہے فقیر اُویسی کہتا ہے کہ اُس کی سزا آج نہ سہی تو قیامت میں ضرور ملے گی۔

تنبیہ: اِس دولتِ ادب سے محروم لوگوں کے لیے مولانا رومی رحمۃاللہ علیہ نے سالہا سال پہلے فیصلہ فرمادیا:

بے ادب محروم شد از لطفِ رب [9]

---

[7] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كِتَابُ الْآدَابِ، [بَابُ الْأَسَامِي]، 3003/7، دار الفكر – بيروت، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

[8] (روح البیان، سورۃ المَسَد تحت آیت 5، 535/10، دار الفکر بیروت)

[9] (روح البیان، سورۃ محمد تحت آیت 24 الی 25، 518/8، دار الفکر بیروت)

فائدہ: آیت سے معلوم ہوا کہ ہر کس و ناکس کو ادب نصیب نہیں ہو سکتا یہ دولت اُن لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے قُلوب (دل) اللہ تعالیٰ کے منتخب شُدہ ہیں۔

الحمدللہ ہم اہلسنت کا بیڑا پار کہ ہمیں بِفضلِہٖ تعالیٰ یہ دولتِ عظیم نصیب ہے۔

آیت میں باادب لوگوں کو مغفرت اور اجرِ عظیم کے مژدہ بہار (خوشخبری) سے نوازا گیا۔

سرمایۂ ادب بکف آور کہ ایں متاع — آنرا کہ ہست فیض آبد آیدش

سلف صالحین کا استدلال: مُفسّرین کے اَقوال پہلے درج ہو چکے ہیں کہ ہمارے اَسلافِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ اِنہی آیات سے دلیل پکڑتے چلے آئے کہ نبی کریم ﷺ کے ادب کے بعد ادب سے بیٹھنا مدارجِ عُلیا (عالی مقام) تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ بعض عُلماء کا یہ حال تھا کہ اگر وہ کسی بزرگ کی خدمت میں اُن کے جانشینوں صحابہ کرام و اہلبیتِ کرام اَولیاء عُلماء اور اَساتذہ بلکہ عمر میں بڑے لوگوں کا ادب اور اُن کی تعظیم و تکریم بھی ضروری ہے چنانچہ حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی خدمت میں جاتے تو بیٹھے رہتے جب تک وہ خود بخود نہ نکلتے۔ [10]

علماء کرام کا ادب: ابوعُبید قاسم بِن سَلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالمِ دین کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ جب کبھی گیا تو انتظار میں بیٹھا رہتا جب تک وہ خود بخود نہ نکلے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۔(پارہ۲۶، سورۃالحجرات، اٰیت۵،۴)

ترجمہ: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا۔ [11]

اللّٰہ اکبر: ایک وہ وقت تھا کہ نہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے بلکہ عُلماءِ کرام کے ادب اور اُن کی تعظیم و تکریم کے متعلق قرآنی آیات سے اِستنباط اور استدلال کیا جاتا لیکن آج وہ وقت ہے کہ عُلماءِ کرام کو حَقارت کی نگاہ (نفرت) سے دیکھا جاتا ہے۔

انتباہ: اِس سے ثابت ہوا کہ وہ حضرات بڑے نصیبوں والے ہیں جو نبی پاک ﷺ کی عزّت و عظمت کے دلائل قرآن مجید و اَحادیث سے مُستَنبط (اخذ) کرتے ہیں۔

حکایت: حضرت مولانا محمد یار رحمۃ اللہ علیہ ساکن گڑھی اختیار خان کو کسی مولوی نیم دیوبندی یعنی صُلح کلی نے بہاولپور میں مناظرہ کا چیلنج کیا آپ نے چیلنج قبول کر کے صرف ایک رات کی مُہلت مانگی۔ صبح کو وقتِ مقررہ سے ایک گھنٹہ کو بعد پہنچے۔ اپنے بیگانوں میں چہ میگوئیاں (افواہیں) شروع ہونے لگیں۔ آپ نے فرمایا دوستوں مناظرہ ہونا ہی ہونا ہے لیکن مجھے صرف اتنی اجازت چاہیے کہ مدّمقابل سے عرض کروں کہ جناب نے رات کن فکر میں بسَر کی بخدا میں تو ساری رات اِن

[10] (روح البیان، سورۃ الحجرات تحت آیت 5 الی 9، 69/9، دار الفکر بیروت)

[11] (روح البیان، سورۃ الحجرات تحت آیت 5 الی 9، 69/9، دار الفکر بیروت)

تصوّرات میں ڈوبا رہا کہ صبح کو کونسی آیت کمالِ نبوّت میں پیش کروں اور کونسی حدیث کمالِ مصطفوی میں مجھے کام دیگی اور میرا باالمقابل اگر بُرا نہ مانے تو کہہ دوں کہ اُس نے ساری رات اِن پریشان خیالوں میں گذاری کہ تنقیصِ رسول ﷺ[12] میں فلاں آیت پیش کرونگا اور فلاں حدیث۔ مولانا مرحوم کی اِس مختصر سی بات پر مجمع چیخ اُٹھا اور ایک ہیجان (اضطراب) سا پیدا ہو گیا اور مستی عشقِ مصطفی کا نشہ چڑھ گیا۔ اور مخالف مولوی نے فوراً اعلان کر دیا کہ مولانا محمد یار صاحب صحیح فرماتے ہیں واقعی میری رات اِسی غلط خیالی میں گزری۔

نوٹ: یہ واقعہ فقیر نے بہاولپور کے بہت سے لوگوں سے سنا اور اُس کی تصدیق حضرت مولانا عبدالستار نیازی رحمۃاللہ علیہ سے بھی ہوئی جبکہ اُنہوں نے کوئٹہ بلوچستان میں ایک تقریر میں یہی واقعہ بیان فرمایا۔ فقیر اُنہی دنوں کوئٹہ بلوچستان میں دورۂ تفسیر پڑھا رہا تھا۔

جانور: اِس سے میری مراد غیر انسان ہے کیونکہ انسان کی عظمت اور قدر و منزلت بلند و بالا ہے۔ اُس میں عقل و شعور اور علم و فہم ہے اور جانور بے عقل اور بے فہم شے ہے۔ لیکن اُسے رسولِ اکرم ﷺ اور محبوبانِ خدا کا ادب احترام ہے اِسی لئے ادب و احترام کی برکت سے بعض جانور کل قیامت میں جنت میں داخل ہونگے۔

بھشتی جانور

حضرت امام مقاتل نے فرمایا کہ اہلِ ایمان کی طرح دس (10) جانور بَہشت (جنت) میں داخل ہوں گے وہ دس (10) جانور یہ ہیں:

۱) ناقہ صالح علیہ السلام۔

۲) ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا جسے مہمانوں کے لیے ذبح فرمایا۔

۳) اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ۔

۴) موسیٰ علیہ السلام کی گائے۔

۵) یونس علیہ السلام کی مچھلی۔

۶) عُزیر علیہ السلام کا گدھا۔

۷) سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔

۸) بلقیس کا ہدہد۔

۹) اَصحابِ کہف کا کتا۔

[12] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یا عزت میں کمی کرنا، یا ان کی عظمت اور مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش کرنا۔

۱۰) حضور سرورِ عالم شفیعِ معظم ﷺ کی ناقہ مبارکہ۔

فائدہ: یہ سب دنبے کی شکل میں ہو کر بہشت (جنت) میں داخل ہوں گے۔[13] (ذکر فی مشکاۃ الانوار)، (روح البیان)

حضرت شیخ سعدی قُدّس سرہٗ نے فرمایا:

سگ اصحاب کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت و مردم شد

سگِ اَصحابِ کہف کے متعلق ادب کی باتیں فقیر کے رسالہ "باادب کتے اور بے ادب وہابی" میں پڑھئے۔ یہاں پر چند جانوروں کے بعض آداب کی باتیں پڑھتے ہیں۔

گھوڑا قیمتی بن گیا: جمیل بن نخعی فرماتے ہیں: ہم ایک جنگ میں حضور سرورِ عالم ﷺ کیساتھ ہم سفر تھے میرے پاس ایک لاغر (کمزور) گھوڑا تھا جو سب سے پیچھے رہتا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے ایک چابک گھوڑے کو مارا اور فرمایا: "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَہٗ فِیْھَا" یعنی: اے اللہ اُسے رفتاری میں برکت دے۔

اُس کے بعد اُس گھوڑے کو ہمیشہ دوسرے گھوڑوں سے آگے پایا اُس گھوڑے کی نسل سے میں نے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) درہم کمائے۔[14] (مدارج، ص ۶۲۱ ج ۲)

باادب گھوڑا: "مغازی الرسول" میں ہے کہ بنی اودکا ایک شخص جو بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اُن کا خود بیان ہے کہ میں راہ میں ایمان لایا اور لشکر کے ساتھ چلا آیا۔ میں لڑنا نہیں جانتا تھا جب گھمسان کی لڑائی (بڑی بھاری لڑائی) شروع ہوئی تو حضور ﷺ نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر دیا وہ گھوڑا چونکہ حضور ﷺ کی سواری میں تھا اِس لئے اَڑ گیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ حضور ﷺ کے سوا اُس پر کوئی دوسرا سوار ہو۔ حضور ﷺ نے اُس سے کچھ فرمایا۔ پس وہ گھوڑا مجھے لے اُڑا (تیز رفتاری سے دوڑا) میں ڈر کر اُس کی پیٹھ سے چمٹ گیا اور اپنے پروردگار سے دعا کی۔ میں گرنے سے محفوظ رہا۔ یہاں تک کہ میں سیدھا بیٹھ گیا اور تلوار چلانی شروع کر دی اور اتنی چلائی کہ میرا ہاتھ بغل تک رنگ گیا۔

فائدہ: گھوڑے کا ادب ملاحظہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے سوا کسی کو چاہتا ہی نہیں پھر فرمانبرداری پر غور کرو کہ فرمان سنتے ہی سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضرتِ انسان اشرف المخلوق ہو کر دونوں ادب و اِتّباع سے محروم ہو تو اُس جیسا کمبخت اور کون ہو گا۔

فرماں بردار گھوڑا: ایک سفر کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے گھوڑے کو کہا کہ جب تک میں نماز پڑھوں تب تک میرے سامنے رہنا۔ وہ گھوڑا آپ ﷺ کے حکم سے وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے۔ (کتاب المعجزات)

گھوڑے نے سر جھکا دیا: "روح البیان" میں ہے سلیمان بن عبد الملک نے ایک زاہد کی گرفتاری کا حکم دیا، جب وہ گرفتار ہو کر حاضر ہوا تو وُزرا (وزیروں) سے اُس کے متعلق مشورہ کیا۔ وزیروں نے کہا کہ وہ گھوڑا کہ جو بھی اُس کے آگے آتا ہے اُسے مار ڈالتا ہے۔ اُس زاہد کو اُسی گھوڑے کے آگے ڈال دو اور دروازے بند کر دو۔ یہ گھوڑا اُس کا کام تمام کر دے گا۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ رات کو زاہد کو گھوڑے کے آگے ڈالا گیا تو وہ گھوڑا زاہد کے سامنے جھک گیا اور

---

[13] (روح البیان، سورۃ الکھف تحت آیت 18، 226/5، دار الفکر بیروت)

[14] (گھوڑا موذی نہ سہی لیکن شرارت پہ آجائے تو پھر پناہ بخدا۔ ہاں شرارتی سہی لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ اور اولیاء کرام کا بے ادب و گستاخ نہیں اسی لئے اسکے ادب و تعظیم کی باتیں لکھوں گا)۔ (اُویسی غفرلہ)۔

نہایت نرمی سے پیش آیا۔ صبح کو دروازہ کھولا گیا۔ تو وہ زاہد صحیح سالم آرام سے بیٹھا تھا۔ سلیمان اِبنِ عبدالملک کو خبر دی گئی تو اُس نے زاہد سے معافی چاہی اور باعزت بری کر دیا۔(روح البیان)

کرت نہی منکر بر آید ز دست
نشاید چوبی دست و پایان نشست

یعنی: اگر تجھ سے امر و نہی کا کام ہو سکتا ہے تو پھر لولے لنگڑے ہو کر مت بیٹھو۔[15]

فائدہ: گھوڑا ہمارے تمہارے لئے لاشعور سہی لیکن اُسے اَولیاءاللہ کی پہچان بھی ہے اور ادب بھی۔ دیکھا یہ گھوڑا نہ صرف لاشعور تھا بلکہ خونخوار بھی تھا لیکن ایک ولی کامل کے سامنے جھک گیا۔ یعنی نیاز مندی سے پیش آیا۔ اِسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ جسے اَولیاءاللہ کی نیاز مندی شرک نظر آتی ہے وہ گھوڑوں سے بھی بدتر ہے۔

گھوڑے نے پڑھا لاالٰہ الااللّٰہ: سیّدنا اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے ابوسفیان نے کہا کہ میں قیصرِ روم کے پاس تھا میں نے اُس سے اور اُس کے ملازموں سے حضور نبی پاک ﷺ کے اَوصاف سنے اُس سے فارغ ہو کر چلا تو جس جانور سے گذرتا اُس سے کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سنتا تھا یہاں تک کہ میرا ایک گھوڑے سے گذر ہوا جو اپنے مالک سے بھاگا اور جنگل میں آوارہ پھرتا میں نے اُسے پکڑنا چاہا تو اُس نے باآواز بلند پڑھا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ " مجھے اُس کے تَکَلُّم(کلام کرنے) سے تعجب ہوا گھوڑا بولا کیا تو اُس سے اور تعجب خیز بات سننا چاہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا اللہ نے تجھے بلاتکلّف شام و سحر رزق دیا پھر بھی تو اُس کا کلمہ نہیں پڑھتا اور اُس کے رسول ﷺ کو نہیں مانتا، پھر بڑے محبت آمیز لہجے کے ساتھ پڑھا:

" هُوَ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْقَرَشِيِّ الأَبْطَحِيِّ الْمَكِّيِّ الْمَدَنِيِّ "۔

یعنی: وہ محمد نبی عربی ہاشمی قرشی ابطحی مکی مدنی ہیں(ﷺ)۔

گدھے کا عشق: اِبنِ عساکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے خیبر فتح کیا تو ایک گدھے نے حضور ﷺ سے باتیں کیں۔ گدھے نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری جد(دادا) کی نسل سے ساٹھ (۶۰) ایسے گدھے پیدا فرمائے ہیں جن پر بجز نبی(نبی کے سوا) کسی نے سواری نہیں کی ہے اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی سواری کا شرف حاصل کروں۔ میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور آپ ﷺ کے سوا کوئی نبی بھی اب آنے والا نہیں ہے۔ اُس نے کہا آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کے قبضہ میں تھا۔ جب وہ مجھ پر سواری کا اِرادہ کرتا تو میں قصداً اُچھل کر اُسے گرادیتا اور اُسے اپنے پر سوار نہ ہونے دیتا۔ وہ یہودی غصے میں مجھے بھوکا رکھتا تھا۔ اِس پر حضور ﷺ نے اُس سے فرمایا تیرا نام "یعفور" ہوگا۔ یہ یعفور آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتا جب نبی کریم ﷺ اُسے کسی کو بلانے بھیجتے تو وہ اُس کے دروازے پر جاتا اور اپنے سر سے دروازے کو کوٹتا۔ جب مالک مکان باہر آتا تو وہ اشارہ کرتا کہ رسول

[15] (روح البیان، سورۃ آل عمران تحت آیت 104، 74/2، دار الفکر بیروت)

خداﷺ نے تجھے بلایا ہے اور وہ اُسے لے کر آ جاتا۔ جب حضور ﷺ نے رِحلت(دُنیا سے ظاہری پردہ) فرمائی تو یعفور نے رنج و غم اور فراق(جدائی) کے غم میں کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خود کو مار ڈالا۔[16] (مدارج، ج۱، ص۳۴۶)

شھد کی مکھی کی سلامی: ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ ایک جنگی سفر پر روانہ ہوئے دورانِ سفر کھانا کھانے لگے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کسی کے پاس سالن ہے تو لے آؤ تاکہ تمام مل کر کھانا کھالیں۔ تمام صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آج تو کسی کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اِسی اثنا(لمحے) میں شہد کی ایک مکھی کان کے پاس گھوں گھوں کرتی سنائی دی۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ مکھی کیا کہتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہتی ہے کہ ہمارے پاس بہت سا شہد ہے لیکن ہم اُٹھا کر لانے سے قاصر ہیں۔ آپ ﷺ کوئی آدمی بھیجیں تاکہ وہ شہد لیتا آئے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ اُس مکھی کے پیچھے جائیں۔ مکھی آپ کو ایک غار کے دروازے پر لے گئی جہاں ایک بہت بڑا چھتا شہد سے بھرا تیار تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی مرضی کے مطابق شہد حاصل کیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے سب کو تقسیم کیا۔ وہی مکھی دوسری بار حضور ﷺ کے سر پر منڈلانے لگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور! اب کیا کہتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اُس سے دریافت کیا ہے کہ یہ شہد کس طرح اکٹھا کرتی ہو؟ اُس نے بتایا کہ ہم میں ایک سردار مکھی ہوتی ہے۔ تمام مکھیاں اُس کے حکم سے پھلوں اور پھولوں سے رس چوس چوس کر چھتے میں لاتی رہتی ہیں اور وہ اُس پر درود پاک پڑھتی ہے۔ اُس درودِ پاک کی برکت سے تمام پھلوں پھولوں کی تاثیر بدل کر شہد کی مٹھاس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔[17] (شفاء القلوب، ص۲۳)

رسول اللہ ﷺ کی مچھلی دیوانی: ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی(دیہاتی) ہاتھ میں طشتری(تھالی) پکڑے حاضر ہوا اور ایک کچی مچھلی رومال میں ڈھانپ کر پیش کی، کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں اِس مچھلی کو تین دن تک پکاتا رہا ہوں مگر اِس پر آگ کا اثر نہیں ہوا۔ حضور ﷺ یہ بات سُن کر مسرور(خوش) ہوئے کہ معاملہ کیا ہے؟ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ! اِس مچھلی کو حکم دیجئے کہ حقیقتِ واقعہ بیان کرے۔ حضور ﷺ نے مچھلی کو اشارہ کیا تو وہ نہایت فصیح زبان میں بولی یارسول اللہ ﷺ یہ شکاری مجھے جال میں رکھ کر اپنے گھر کی طرف آ رہا تھا۔ اور راستے میں اُس نے آپ پر درود پڑھنا شروع کر دیا۔ میں بھی اُس کے ساتھ درود شریف پڑھتی گئی اُس درود کی برکت سے میرے بدن پر آگ کا اثر نہیں ہو رہا۔ (شفاء القلوب، ص۲۵۵ و ص۲۵۶)

فائدہ: مچھلی کو عشقِ رسول ﷺ میں درود شریف کی برکت سے دنیا کی آگ نہ جلا سکی تو اِن شاءاللہ تعالیٰ عاشقِ رسول ﷺ درود خواں کو بھی آتشِ جہنم(جہنم کی آگ) نہ جلا سکے گی۔

(۲) درود شریف کی برکات انسان کو نصیب ہوتے ہیں تو جانور بھی اُس کی برکات سے محروم نہیں ہیں اِسی لئے مسلمان بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ درود و سلام کی کثرت کریں۔

---

[16] (مدارج النبوت، 252/1، شبیر برادرز، سن اشاعت 2004ء)

[17] (شفاء القلوب لمصطفي العدوي، ص92، دار ماجد عسيري جدة السعودية)

(۳) حضور نبی پاک ﷺ مچھلی کے واقعہ سے مسرور (خوش) ہوئے ثابت ہوا کہ آپ عُشّاق (عاشقوں) کی عشق کی داستانیں سُن کر خوش ہوتے ہیں۔

گوہ دیوانی رسول ﷺ کی: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ اپنے صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک بنی سلیم کا ایک بدوی گوہ[18] شکار کر کے لایا۔ اُسے اُس نے اپنی آستین میں اِس لیے چھپا رکھا تھا کہ وہ اُسے اپنی قیام گاہ میں لے جا کر بھون کر کھائے گا۔ اُس نے کسی سے پوچھا کہ اِس جماعت کے درمیان میں کون ہے؟ صحابہ نے کہا یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اُس نے گوہ کو اپنی آستین سے نکالا اور کہنے لگا قسم ہے لات و عُزّیٰ کی، میں اُس وقت تک ہر گز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی شہادت نہ دے یہ کہہ کر گوہ کو حضور ﷺ کے سامنے ڈال دیا حضور ﷺ نے گوہ کو آواز دی۔ اے گوہ! گوہ نے سنجیدہ زبان میں جواب دیا: "لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ" یعنی: حاضر ہوں، فرمانبردار ہوں۔ جسے ساری جماعت نے سنا پھر فرمایا اے گوہ قیامت میں کون آئے گا؟ گوہ نے جواب دیا، ساری مخلوق آئے گی پھر پوچھا کس کی عبادت کرتی ہے گوہ نے جواب دیا اُس خدائے پاک کی جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی سلطنت زمین میں ہے اور جس کا دریاؤں پر غلبہ ہے اور جنت میں اُس کی رحمت ہے اور جہنم میں اُس کا عذاب ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اُس نے جواب دیا آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں یقیناً وہ کامیاب ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ کی تکذیب کی (جھٹلایا)۔ بعض کتابوں میں یہ اَشعار بھی درج ہیں جو گوہ نے تصدیقِ رسالت اور شہادت کے بعد اپنی زبان سے پڑھے تھے۔[19]

ألا يا رسول اللّٰه إنک صادقٌ — فبورکتَ مهديّا وبورکتَ هادياً
شرعت لنا دين الحنيفی بعدما — عنِدْنا كأمثال الحمير الطواغيا
فيا خير مدعوّ ويا خير مُرسلٍ — إلى الإنس ثم الجنّ لبيک داعيا
أتيت ببرهان من اللّٰه واضح — فأصبحتَ فينا صادقَ القول راضيا
فبورکت فی الأقوام حيا وميتاً — وبورکت مولوداً وبورکت ناشيا

یہ سن کر بدوی ایمان لے آیا۔ (مدارج، ج ا، ص ۳۶۵)۔

اُونٹ کی فریاد: ایک بار ایک اونٹ حضور اکرم ﷺ کے سامنے دوڑتا ہوا آیا اور سجدہ ریز ہوا اور "الا مان الا مان" پکارا، اونٹ کے پیچھے ایک اعرابی آ پہنچا ننگی تلوار کھینچے ہوئے اونٹ کو مارنے کے درپے تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اِس بیچارے سے کیا قصور ہوا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے اِسے بار برداری کے لیے خریدا تھا اب یہ کام سے بھاگتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اِس کو ذبح کر دوں اور اِس کا گوشت فروخت کر دوں۔ آپ ﷺ نے اونٹ سے پوچھا "تم سرکشی کرتے؟ ہو اُس نے کہا" یا رسول اللہ ﷺ ایسا نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز ادا نہیں کرتا اُس پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے یہ اعر

[18] (سوسمار بھی کہا جاتا ہے اور دیکھنے میں چھپکلی کی طرح ہوتا ہے)

[19] (مدارج النبوت، 251/1، شبیر برادرز، سن اشاعت 2004ء)

ابی اپنے قبیلے کے ساتھ نمازِ عشاء ادا نہیں کرتا میں اِس سے بھاگ کر وقت گزارتا ہوں تاکہ مجھ پر بھی کہیں عذابِ الٰہی نازل نہ ہو جائے۔ جب اعرابی سے پوچھا گیا تو اُس نے اِس اَمر کی تصدیق کی اور کہا بات سچی ہے آئندہ میں نماز میں کوتاہی نہ کرونگا۔[20]

سانپ کو حرم کا ادب: سانپ کی عادت ہے کہ وہ اپنے سے چھوٹے سانپوں کو کھا جاتا ہے لیکن جب طوفانِ نوح آیا تو حرم کعبہ کے پیش نظر بڑے سانپوں نے چھوٹوں کو کھانا چھوڑ دیا۔ (روح البیان)

فائدہ: آج تک یہ دستور ہے ہر موذی (تکلیف پہنچانے والا) جانور ہو یا کوئی اور شے حرمِ محترم کی عزّت کرتی ہے۔

مزید واقعات فقیر کے رسالہ "موذی اور وہابی" میں پڑھئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ کے جانور

عمر ثانی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانۂ خلافت میں جانور ایسے باادب تھے کہ اپنی موذیانہ حرکتیں بدل دیں یہاں تک کہ بھیڑیا بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے ایک محدثِ وقت جنگل میں درسِ حدیث دے رہے تھے تو اچانک کہا او ہو۔ شاگردوں نے کہا کیا ماجرا ہے؟ فرمایا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا وِصال ہو گیا۔ ایک شاگرد نے عرض کی حضرت! کیا اب بھی وحی کا نزول ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا وحی تو نہیں میں نے دیکھا کہ اب بھیڑیا بکری کو گھور گھور کے دیکھ رہا ہے۔ اِس سے میں نے سمجھا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کا وصال ہو گیا۔ وہ شاگرد فوراً بغداد پہنچا معلوم ہوا کہ اُسی تاریخ کو اُن کا وصال ہوا ہے۔

بچھوؤں سانپوں کا ادب: جہاں بچھوؤں اور سانپوں سے خطرہ ہو تو علامہ دمیری نے یہ دعا تحریر کی اور اُسے فوائدِ مجربہ نافعہ سے نقل فرمایا وہ دعا یہ ہے: " سلام على نوح في العالمين، وعلى محمد في المرسلين قال لكم نوح: من ذكرني لا تأكلوه"[21] (حیاۃ الحیوان الکبری)

یعنی: سلام ہوں نوح علیہ السلام پر عالمین میں اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر مرسلین میں، نوح علیہ السلام نے تمہیں فرمایا تھا جو میرا نام لے تم اُنہیں ڈسنا نہیں۔

پسِ منظر: صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہونے لگے تو بچھوؤں اور سانپوں نے بھی کشتی میں پناہ کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ تمہارے سے خطرہ ہے اِس لئے کہ تم سراپا (مکمل طور پر) زہر وضَرر (تکلیف پہنچانے والے) ہو۔ اُن سب نے عرض کی۔ ہم آپ کو ضمانت دیتے ہیں اور آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے چنانچہ تاحال نسلاً بعد نسل موذی ہو کر نبی نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر رہے ہیں مثلاً۔ جسے سانپ اور بچھو سے خطرہ ہو وہ "سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ" پڑھے گا تو وہ اُن کے ضَرر سے محفوظ رہے گا۔[22]

---

[20] (مدارج النبوت، 250/1، شبیر برادرز، سن اشاعت 2004ء)

[21] (حیاۃ الحیوان الکبری، باب صفة خاتم، 191/2، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: الثانیة، 1424 ھ)

نوٹ: حیاۃ الحیوان میں یہ دعا ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے سلام على نوح في العالمين، وعلى محمد في المرسلين، من حاملات السم أجمعين، لا دابة بين السماء والأرض إلا ربي آخذ بناصيتها أجمعين، كذلك يجزي عباده المحسنين، إن ربي على صراط مستقيم، نوح نوح قال لكم نوح: من ذكرني لا تأكلوه، إن ربي بكل شيء عليم. وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

[22] (روح البیان، سورۃ الھود تحت آیت 39 الی 40، 127/4، دار الفکر بیروت)

موذیوں نے یوسف علیہ السلام کا ادب کیا: حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں ڈالا گیا تو اُس وقت آپ کی عمر مبارک بارہ (۱۲) سال کی تھی اور والد گرامی کو اسّی (۸۰) سال کے بعد مصر میں ملے۔

بعض روایات میں ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر سترہ (۱۷) سال اور بعض روایات میں اٹھارہ (۱۸) سال مروی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں تشریف لے گئے تو موذی سانپوں وغیرہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ گھروں سے مت نکلو تاکہ نبی علیہ السلام ہماری وجہ سے مغموم و محزون (پریشان) نہ ہوں (سبحان اللّٰہ)۔ موذیوں کو بھی نبیٔ وقت کا ادب ہے۔ لیکن وہ موذیوں سے بھی بد تر ہیں جو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ادب سے محروم ہیں۔[23] (روح البیان)

گستاخ نبوت کی سزا: مروی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈرانے کے لیے افعی (اژدہا) نے اپنے بل سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو جبریل علیہ السلام نے ایسا دھڑکا دیا کہ قیامت تک افعی اژدہا کی تمام نسل بہرہ ہوگئی۔[24]

دعائے یوسف علیہ السلام: یوسف علیہ السلام جب کنویں میں تشریف لے گئے تو آپ نے یہ دعا پڑھی:

"یا شاھدا غیر غائب ویا قریبا غیر بعید ویا غالبا غیر مغلوب اجعل لی من امری فرجا ومخرجا"[25]

یعنی: اے شاہد ذات تو غائب نہیں۔ اے قریب ذات تو بعید نہیں، اے غالب ذات تو مغلوب نہیں مجھے معلامات میں کشادگی عطا فرما۔

فائدہ: دونوں طرح کے مضمون قارئین کے سامنے رکھ دیے گئے ہیں تاکہ کسی کی قسمت میں کیڑے نہ پڑ جائیں کہ کہیں نبی کریم ﷺ یا کسی ولی اللہ کی بے ادبی گستاخی نہ کر بیٹھے۔

مکھی کا ادب: حضور انور سیّد عالم ﷺ کے جسمِ انور پر مکھی نہیں بیٹھا کرتی تھی۔ بعض عُلماءِ کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے کپڑے پر بھی مکھی نہیں بیٹھا کرتی، کسی نے مکھی سے پوچھا کہ تو رسول اللہ ﷺ کو چومتی کیوں نہیں جبکہ کل کائنات آپکی گرد و غُبار کیلئے ترستی ہے؟ مکھی نے جواب دیا کہ میں گندی تو ہوں لیکن گستاخ اور بے ادب نہیں ہوں۔[26]

مچھر کا ادب: حضور انور ﷺ کا خون مبارک مچھر نہیں چوستا تھا۔[27]

فقیر اویسی غفرلہ کا تجربہ: فقیر اویسی غفرلہ کو ماہ رجب ۱۴۰۱ھ میں موسمِ گرما میں مدینۂ طیبہ میں ایک ماہ اقامت نصیب ہوئی۔ رات کو اُوپر کی منزل میں آرام کا موقعہ نصیب ہوا۔ مچھر فقیر کے اُوپر سے گذر جاتے لیکن کاٹتے نہ تھے۔ اس سے فقیر سمجھا کہ یہاں کے مچھروں کو مہمان کا ادب ہے۔

---

[23] (روح البیان، سورۃ یوسف تحت آیت 15، 224/4، دار الفکر بیروت)

[24] (روح البیان، سورۃ یوسف تحت آیت 15، 224/4، دار الفکر بیروت)

[25] (روح البیان، سورۃ یوسف تحت آیت 15، 224/4، دار الفکر بیروت)
(التفسیر الکبیر أو مفاتیح الغیب، سورۃ یوسف، قولہ تعالی فلما ذہبوا بہ وأجمعوا أن یجعلوہ فی غیابۃ الجب، ص۳۰، دار الکتب العلمیۃ ببیروت)

[26] (الشفا، الباب الرابع ما اختص بہ ﷺ، 200/7، دار الفکر، عام النشر: 1409ھ 1988م)

[27] (شرح الزرقانی، باب، الفصل الاول فی کمال خلقتۃ و جمال صورتہ ﷺ 539/5، دار الکتب العلمیۃ م، الطبعۃ: الأولی 1417ھ1996م)

جوئیں ادب کرتیں: نبی پاک ﷺ کے جسمِ اَطہر میں جوئیں نہیں تھیں۔ یہ آپ کی نوری بشریت کی دلیل ہے۔

سوال: نبی پاک ﷺ جوئیں نکلواتے تھے۔

جواب: جوئیں نکلوانے کا طریقہ اختیار فرمایا تاکہ اُمّت کو جوئیں نکلوانے کا ثواب بھی نصیب ہو تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "سیرتِ حبیب کبریا"۔

جانوروں کے ادب کی برکت کا نقد حال: سَرما (سردیوں) میں دریا اس لیے خشک ہو جاتے ہیں کہ دریاؤں کے سَواحل (کنارے) پر پرندے انڈوں سے بچے نکالتے ہیں۔ چنانچہ "حیواۃالحیوان" میں ہے:

" وقيل: إن الله تعالى إنما يمسك البحر عن هيجانه في زمن الشتاء، عن بيض هذا الطائر وفراخه، لبره بأبويه "[28]

(حياة الحيوان الكبرى)

ادب کی برکت: اور اُن کی اتنی بڑی رعایت اِس لئے کہ وہ پرندے بڑے ہو کر اپنے ماں باپ کا ادب کرتے ہیں چنانچہ اِس کتاب میں اَسّی (۸۰) صفحہ پر لکھتے ہیں: وہ جب بڑھاپے کو پہنچتے ہیں تو یہ اُن کی خوراک کا انتظام کرتے اور تادمِ زِیست (عمر بھر) اُن کی خدمت گزاری میں لگے رہتے ہیں۔

فائدہ: جانور غیر مکلّف مخلوق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے ادب پر اپنا دُنیوی نظام ہی ایسا بنا دیا کہ اُن باادب جانوروں کو دُنیوی زندگی باعزّت و باآرام بسر کرنے کا موقعہ نصیب ہو۔

درسِ عبرت: یہ اِنعام تو غیر مکلف جانوروں کا اگر مکلف جانور (انسان) ادب کرے گا اُسے کیا ملے گا خود سوچئے اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ یہ تو جانوروں کا جانوروں کے ادب کا یہ حال ہے تو پھر انسانوں کا اُس کے محبوبوں بالخصوص حبیب کریم ﷺ کے ادب پر کیا اِنعام فرماتا ہوگا۔

بشر حافی کا ادب: حضرت بِشر حافی رحمۃاللہ علیہ ہمیشہ ننگے پاؤں چلتے تھے اور جب تک آپ بغداد میں رہے کسی چار پائے (چوپائے) نے راستے میں لید نہ کی محض اِس حُرمت اور ادب کے پیشِ نظر کہ حضرت بِشر حافی رحمۃاللہ علیہ ننگے پاؤں چلتے ہیں۔ ایک دن ایک چار پائے (چوپائے) نے راستے میں لید کر دی تو اُس کا مالک یہ دیکھ کر گھبرایا اور سمجھا کہ یقیناً حضرت وفات پا گئے ہیں ورنہ یہ جانور کبھی اِس راستے میں لید نہ کرتا چنانچہ تھوڑی دیر بعد اُس نے سنا کہ حضرت وفات پا گئے ہیں۔

مکڑی کی خدمت گُذاری: حضرت امام سیوطی رحمۃاللہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بِن انیس رضی اللہ عنہما کو حضور رسول اللہ ﷺ نے خالد بن سفیح الھذلی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے کہ خالد کو قتل کرکے اُس کا سر کاٹ کر چلے تو پیچھے سے خالد کے وُرثاء نے تعاقُب (پیچھا) کیا

[28] (حياة الحيوان الكبرى، باب القبج، 324/2، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424 هـ)

تو وہ غار میں چُھپ گئے اُن پر مکڑی نے جالا تنا وہ مکڑی کے جالے سے دھوکہ کھا کر واپس لوٹے تو عبد اللہ بن انیس غار سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بہ سلامت حاضر ہوئے۔[29]

فائدہ: حضور سرورِ عالم ﷺ کے علاوہ مکڑی نے جالا تنا۔

(۱) ایک دفعہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب اُنہیں جالوت شہید کرنا چاہتا تھا۔[30] (۲) عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ پر جن کا واقعہ اُوپر مذکور ہوا۔

نبی پاک ﷺ کی گھریلو بکری: حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی جب حضور ﷺ یہاں اِستِراحَت (آرام) فرماتے تو وہ بکری خاموش، پُر سکون اور آرام سے رہتی اور جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ بکری پریشان اور بے قرار ہو کر اِدھر اُدھر ماری ماری پِھرتی۔[31] (مدارج ص ۲۴۳ ج ا)

اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کی بکری: روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کی بکری کے تھنوں پر پھیرا جن کا دودھ خشک ہو گیا تھا۔ وہ اُسی وقت دودھ سے لبریز ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اُنہیں کے دودھ کو خود بھی پیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پلا یا۔[32] (مدارج ص ۳۴۳)

پرندے کی فریاد: حضرت عبد الرحمٰن کے والد عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک پرندے کو دیکھا جس کے ساتھ اُس کے دو بچے تھے۔ ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ ماں آئی اور اُترنے کے لئے پرَ (پنکھ) پھیلانے لگی۔ اتنے میں نبی کریم رحمتِ ہر دو عالم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اِسے کسی نے دُکھ دیا ہے اُس کے بچے واپس رکھ دو۔[33]

فائدہ: پرندے کو بچوں سے پیار کا بیان تو ظاہر ہے لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ اُس پرندے سے اولاد کے چِھن جانے کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کی بارگاہ کے سوا کسی کو فَریادرَس (مددگار) نہ سمجھا۔ اِسی لئے فوراً وہ بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اور اُس غیب جاننے والے مصطفےٰ ﷺ کے عقیدۂ علمِ غیب کو نہ بھولنا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علمِ غیب سے پرندے کی مراد سمجھ لی اور اُس کا مُدّعا (مقصد) پورا فرما دیا۔

شہد کی مکھیوں کا ادب: کسی نے شہد کی مکھی سے پوچھا تم شہد کیسے بناتی ہو؟ اُس نے کہا ہم باہر جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستے ہیں پھر اُسے اپنے اپنے چھتوں میں لے کر آجاتے ہیں۔ اور وہاں اُگل دیتے ہیں وہ ہی شہد ہے فرمایا کہ پھولوں کے رس پھیکے یا کڑوے ہوتے ہیں، اور شہد میٹھا، بتاؤ شہد میں مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ مکھی نے عرض کیا:

---

[29] (البداية والنهاية، باب مقتل خالد بن سفيان بن نُبَيْحٍ الْهُذَلِيِّ، 140/4، دار الفكر، عام النشر: 1407 ھ 1986 م)

[30] (روح البيان، سورة التوبة تحت آيت 40، 433/3، دار الفكر بيروت)

[31] (مدارج النبوت، 250/1، شبير برادرز، سن اشاعت 2004ء)

[32] (مدارج النبوت، 250/1، شبير برادرز، سن اشاعت 2004ء)

[33] (سنن أبي داود، أول كتاب الجهاد، باب في كراهية حرق العدو بالنار، 309/4، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 ھ 2009 م)

ہمیں قدرت نے سکھادیاہے کہ ہم چمن سے اپنے گھر تک آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہوئے آتے ہیں۔ شہد کی یہ لذّت اور مٹھاس درود کی برکت سے ہے کہ ہماری روکھی پھیکی عبادت میں بھی درود شریف کی برکت سے تمام پھولوں کے رس گھل مل کر ایک ہوگئے، اور سب کا نام شہد ہوگیا۔

ایسے ہی حضور ﷺ کی برکت سے سارے ہندی، سندھی، عربی، عجمی انسان ایک ہوگئے، جن کا نام مسلمان ہوگیا، اور جیسے درود شریف کی برکت سے شہد شفاء بن گیا۔ ایسے ہی ہر دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی برکت سے مرضِ گناہ کی دوا ہے۔

(۲) درود پاک پڑھنا فرض بھی ہے، واجب بھی، سنّت بھی ہے، مُستحب بھی، مکروہ بھی ہے، اور حرام بھی، اِس کی تفصیل یہ ہے، کہ "در مختار، جلد اول، کتاب الصلوٰۃ" میں ہے کہ عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور جس مجلس میں بیٹھے اور حضور علیہ السلام کا اِسم شریف وہاں بار بار آئے، تو صاحبِ در مختار کے نزدیک تو جب بھی نام پاک سنے درود شریف پڑھنا واجب ہے نام لینے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔ مگر جُمہور کے نزدیک ایک مجلس میں ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ اور ہر بار پڑھنا مستحب، اور چند موقعوں میں درود پڑھنا مستحب ہے جس کو شامی نے بیان فرمایا۔ جمعہ کی شب میں اور جمعہ کے دن میں وغیرہ وغیرہ۔[34]

کبوتروں کا گھونسلا: "طبرانی" اور "بیہقی" اور "ابو نعیم" اور "بزار" اور "ابن سعد" نے "زید بن ارقم" اور "مغیرہ بن شعبہ" سے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں رونق اَفروز تھے اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا تھا کہ وہ غار پر اِس طرح کھڑا ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو اُس نے ڈھک لیا اور اللہ تعالیٰ نے حکم کیا دو کبوتروں کو کہ وہ آکر غار کے منہ پر ٹھہریں اور وہاں گھونسلا بنا کر انڈے دیئے اور مکڑی نے آکر غار کے دروازے پر جالا بنا دیا جب قریش کے لوگ آپ ﷺ کو ڈھونڈھنے کو آئے اور غار تک پہنچے تو غار پر کبوتروں کو اور مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر وہ اِس میں ہوتے تو کبوتر اِس کے اوپر نہ ٹھہرتے اور مکڑی کا جالا اِس طرح نہ ہوتا اور اتنا قریب پہنچ گئے تھے کہ جناب نبی پاک ﷺ اُن کی باتیں سنتے تھے اور اگر وہ اچھی طرح نظر کرتے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتے۔ آپ نے دعاء کی اے اللہ ہمیں شَرّ اَعداء (دشمن کی شرارت) سے محفوظ فرما چنانچہ کُفّار غار سے ہٹ کر واپس چلے گئے یہاں تین معجزے نَمودار ہوئے۔ (۱) درخت کی حاضری (۲) کبوتروں نے غار کے منہ پر انڈے دیئے (۳) مکڑی نے جالا تنا۔ چوتھا معجزہ یہ بھی ہے کُفّار نہ دیکھ سکے۔[35]

حرم کے کبوتر: حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس گھر میں سُرخ (لال) کبوتر ہوں وہاں خواری اور وَحشت (دہشت/ڈر) نہیں ہوتی اور آسیب (جنات) سے بھی ضَرر (نقصان) نہیں ہوتا اور وہ کبوتر جو حرم میں رہتے ہیں وہ اُسی کی نسل سے ہیں جس نے غار پر انڈے دیئے تھے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے اُس کے لیے دعا فرمائی کہ تا قیامت اُس کی نسل قائم رہے۔ چنانچہ اُس کی نسل تا حال (اب بھی) باقی ہے۔ (حاشیہ دلائل الخیرات، ص۳۱۰)

---

[34] (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب صفۃ الصلاۃ، فروع قرأ بالفارسیۃ أو التوراۃ أو الإنجیل، جلد 1، ص 515 الی 517، دار الفکر بیروت، الطبعۃ: الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ 1992م)

[35] (مدارج النبوت، 252/1، شبیر برادرز، سن اشاعت 2004ء)

کبوتروں کو دعا: جس دن حضور سرورِ عالم ﷺ نے تائیدِ ایزدی (اللہ کی مدد سے) مکہ فتح کیا۔ اُس دن حرم شریف کے کبوتروں نے صفیں باندھ کر اپنے پَروں کو پَروں سے ملا کر آپ ﷺ پر سایہ کیا تاکہ آپ ﷺ کو دھوپ تکلیف نہ دے آپ ﷺ نے اُن کے لئے دعا فرمائی۔[36] (شفاء شریف)

فائدہ: کبوتروں کا عشق وادب کا عجیب منظر ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر گرمی کو دیکھ کر نہ سہہ سکے اِسی لئے فوراً ٹولی بنا کر سائبان بن گئے۔ اُدھر نبی کریم ﷺ نے ایسا نوازا کہ وہ تاقیامت معجزہ بن گئے۔

نوٹ: نہ صرف کبوتر بلکہ فرشتہ بھی آپ ﷺ پر گرم دھوپ پڑنے کے رَوادار (حق میں) نہیں جیسا کہ قبل اعلانِ نّبوت جب آپ ﷺ بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تجارتی مال لیکر شام کے ملک میں تشریف لے گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مُعتمَد غلام (بھروسے مند غلام) محض پیغمبرانہ شان دیکھنے کی غرض سے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُس سفر کی مُفصَّل (واضح) رپورٹ (Report) پیش کرے۔

رپورٹ میسرہ: قافلہ روانہ ہو گیا راستے میں آپ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ نسطور نامی ایک راہب (فقیر) یہ دیکھ رہا تھا۔ اُس نے کہا کہ اِس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے آخری رسول ﷺ کے کسی اور نے قیام نہیں کیا۔ نیز کاروبار میں جھگڑے کے وقت کسی نے کہا آپ لات وعُزّیٰ کی قسم کھائیں۔ آپ نے فرمایا میں اُن کی قسم نہیں کھاتا اور اُنہیں سخت ناپسند کرتا ہوں۔ اُس نے کہا تب تو آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ میسرہ نے یہ بھی دیکھا کہ گرمی میں دھوپ کے وقت دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ فگن (سایہ کرتے) رہتے تھے۔ اِس دفعہ مالِ تجارت میں اتنا نفع ہوا کہ اِس سے پہلے اُس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اُس عربی ناقہ سوار کو خود بھی اپنے بالا خانے میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ ملائکہ اُس پر سایہ کناں (سایہ کرنے والے) ہیں۔ نور اُس کی پیشانی سے چمک رہا ہے۔

نوح علیہ السلام کا کبوتر: کشتی سے نکلنے کا وقت آیا حضرت نوح علیہ اسلام نے کوّے کو فرمایا کہ جلد پانی کا اَحوال معلوم کر کے آئے۔ کوّا جا کر مردار کے کھانے میں مشغول رہا۔ اور حضرت نوح کے فرمان کو بھول گیا۔ اِسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے ہمیشہ ذلیل خوار ہوا۔ اور نافرمانی کی شامت سے مردار وخوار ہوا بعد اُس کے کبوتر بموجِبِ حکم کے (حکم کے تحت) اُڑا اور زیتون کے پتے چونچ میں لے کر پھرا۔ تب حضرت نوح نے جانا کہ درختوں کے سر پانی سے ظاہر ہو گئے ہیں۔ اور اِس مژدہ (خوشخبری) سے دل کے درد اور غم باہر ہوئے۔ پھر تو کبوتر مدام بموجبِ حکم (ہمیشہ سبب حکم) کے جاتا تھا۔ اور پانی کی کمی کی خبر پہنچاتا تھا۔ ایک روز کبوتر کے پاؤں میں کیچڑ لگی ہوئی پائی تب تو یقین ہوا کہ جزاں غم کی گئی ہے اور بہار خوشی کی آئی۔ کبوتر کے حق میں دعا کی کہ تجھ کو خدا مخلوق کے دل میں محبوب رکھے۔ اور ہر شخص کے نزدیک مَطبوع (پسندیدہ) اور مرغوب ہو۔[37] (قصص الانبیاء)

فائدہ: پیغمبرانِ عظام علیہم السلام کے تابعِ فرمان ہر شے ہوتی ہے۔ (۲) کوّا نفس پرستی اور نبوّت کے حکم کی بے ادبی سے مارا گیا لیکن اُس قوم پر تعجب ہے جو اُس سے پیار کر کے اُسے مرغوب غذا سمجھتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے **"کالا کوّا"**

---

[36] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، كتاب صفة الصلاة، فروع قرأ بالفارسية أو التوراة أو الإنجيل، جلد 1، ص 515 الى 517، دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992م)

[37] (قصص الأنبياء من البداية والنهاية لابن كثير، ذكر شئ من أخبار نوح نفسه عليه السلام، 114/1، مطبعة دار التأليف – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٣٨٨هـ ١٩٦٨م)

(۳) کوّا کے برعکس کبوتر عزّت پا گیا کہ وہ حلال ہونے کے ساتھ انسان کا مرغوب و مطبوع (مزیدار اور چھاپ) ہوا۔

مزید براں حضرت علامہ صاوی صاحب رحمۃاللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب نوح علیہ السلام نے زمین پر (طوفان کے بعد) اُترنے کا ارادہ کیا تو کبوتر کو فرمایا زمین پر دیکھو کتنا اور کہاں تک پانی باقی ہے کبوتر نے سبا کے ملک میں اُتر کر زیتون کا پتہ لا کر نوح علیہ السلام کو پیش کر دیا اُس کے بعد دوبارہ بھیجا تو کبوتر نے حرم مکہ میں پہنچ کر کعبہ کی جگہ پر قدم رکھا وہاں اُس وقت مٹی سرخ رنگ کی تھی کبوتر کے قدموں کو لگی پھر کبوتر کی واپسی پر نوح علیہ السلام خوش ہو گئے نوح علیہ السلام نے کبوتر کے لئے اور اُس کی اولاد کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا تم حرم میں رہو۔ پھر کبوتر کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور پاؤں کی سرخی بخشی اور ساتھ ہی اُس کی اولاد میں برکت کی دُعا فرمائی۔ [38] (تفسیر صاوی، ج۲، ص۱۶۵)

درس ادب: حضرت نوح علیہ السلام کی کبوتر پر اس لئے بھی نوازش ہوئی اِس سے پہلے آپ نے کوّے کو بھیجا تو اُس نے بے ادبی کا مظاہرہ کیا۔ اِس کی تفصیل فقیر کی کتاب "بے ادب بے نصیب" میں ہے۔

آج اُسی ادب کی برکت ہے کہ حرمین طیبین میں کوئی پرندہ نظر نہ آئیگا لیکن کبوتروں کے لئے حَرمین طیبین گو یا اُن کا مسکن (گھر) ہیں کہ رات دن اُسی میں بسر کر رہے ہیں۔

فائدہ: اب نجدیوں نے اُنہیں حرم میں سے نکال کر باہر کر دیا ہے۔

گنبدِ خضراء پہ قربان: ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ مسجد نبوی ہو یا مسجد حرام سینکڑوں کبوتر اندرونی حصہ میں شب و روز گزرتے ہیں لیکن گندگی نہیں پھیلاتے اور نہ ہی بیٹ پھینکتے ہیں جب اُنہیں اِس کا تقاضا ہوتا ہے تو حرم سے باہر جا کر تقاضا پورا کر کے اکثر و بیشتر واپسی پر گنبدِ خضراء کے گرد چکر لگا کر قبہ خضراء پر چمٹ جاتے ہیں گو یا طواف کر کے قبہ کو چوم رہے ہوتے ہیں اور یقین جانیے ہم نے گنبدِ خضرا اور کعبہ مُعظّمہ کے اُوپر کبوتروں اور دیگر پرندوں کو اُڑتا کبھی نہیں دیکھا۔

وحشی جانوروں کا ادب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃاللہ علیہ حاضری حرمین شریفین کے متعلق اپنا حال بتاتے ہیں پہلے شیخ عمر صبحی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سیّد عمر رشیدی اِبنِ سیّد ابو بکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے بالا خانے (اُوپر کا کمرہ) کے دروازہ وسطانی (بیچ) پر میری نشست (بیٹھک) تھی دروازوں پر جو طاق [39] تھے بائیں جانب کے طاق میں وَحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا تھا وہ تنکے (بھوسا) لاتے اور گرایا کرتے اُس طرف بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت (تکلیف/بیماری) میں میرے لئے پلنگ لایا گیا وہ اِس طرح دروازہ کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لئے جگہ وَسیع رہے اُس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وُسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا اب جو وہاں بیٹھتے اُن پر تنکے گراتے۔ مولانا سیّد اسماعیل نے فرمایا وحشی کبوتر بھی تیرا (آپ کا) ادب کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی "صالحنا هم فصالحونا" یعنی ہم نے اُن سے صلح کی تو اُنہوں نے بھی ہم سے صلح کی۔ [40] (ملفوظات، ص۲۴، ج۱)

---

[38] (حاشية الصاوي على تفسير الجلالين، باب قِيلَ يَانُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ، 847/1)

[39] (دیوار میں بنا ہوا چھوٹا سا خانہ یا جگہ جہاں کوئی چیز رکھی جا سکے۔)

[40] (ملفوظات اعلیٰ حضرت، باب حصہ دوم 208، مکتبۃ المدینہ)

پرندے کا کارنامہ:ایک دن حضور سرورِ عالم ﷺ وضو فرمانے لگے تو اپنے موزے مبارک پاؤں سے اُتارے۔ بعدِ فراغت آپ نے ایک موزہ پہنا دوسرا پہننے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فضاء سے ایک پرندہ اُڑتا ہوا آیا اور موزہ لیکر اُڑا۔ اُس موزہ میں سے سانپ گرا۔ پرندہ موزے کو گرا کر ہوا میں اُڑ گیا۔[41]

فائدہ: سانپ چونکہ موذی ہے پرندے نے دیکھا کہ کہیں یہ حضور نبی پاک ﷺ کو اذیّت نہ پہنچائے۔ اِسی لئے موزے سے سانپ کو نکال پھینکا۔ یہ اُس پرندے کی حضور نبی کریم علیہ السلام سے محبت و عشق اور ادب کی دلیل ہے۔

مچھلیوں کے ادب کی کھانی: حضرت ابراہیم بن اَدہم بلخ کے صاحبِ شان و شوکت سلطان ریشم و کم خواب کے نرم و گُداز بستر پر آرام کی نیند میں غَرق(ڈوبے ہوئے) ہیں۔ رات کی سیاہ چادر جب دراز (رات کا اندھیرا طویل) ہوتے ہوتے نصف کے قریب پہنچ گئی اور ملک کا ایک ایک مُتَنَفِّس(انسان) خواب کی منزلِ عشرت(خواب میں آرام) سے ہم آغوش ہو گیا تو میٹھی میٹھی نیند کی آغوش میں پڑے ہوئے بادشاہ کی قسمت نے ایک خوشگوار انگڑائی لی۔ یکایک(اچانک) وہ کسی آہٹ کی وجہ سے چونک اُٹھا۔ پہرہ دار اور غلام و کنیز سب پر ہی خواب کی مدہوشی طاری تھی۔ سلطان نے آس پاس نگاہ ڈالی لیکن اُسے آہٹ کی صحیح وجہ کوئی نہ معلوم ہوئی۔ تھوڑی دیر تک اُسے محسوس ہوا کہ اُس کے فلک بوس محل سرا(بُلند و بالا شاہی محل) پر کوئی شخص اِدھر اُدھر سے چل رہا ہے۔ اب وہ گھبرا کر بولا۔ یہ کون شخص ہے جسے میرے بالاخانے پر آنے کی جرأت ہو گئی؟ اُس کے جواب میں آواز آئی میں یہاں اپنا کھویا ہوا اونٹ تلاش کر رہا ہوں۔ بادشاہ نے حیرتناک لہجہ میں پوچھا اے شخص تو کتنا دیوانہ ہے کہ تیرے اونٹ کو میرے بالاخانے سے کیا واسطہ۔ سوچ تو سہی وہ یہاں کیسے پہنچ سکتا ہے؟

غیبی آواز:اے سلطان جب میرا اونٹ تیرے فلک نُما محل کے اُوپر نہیں آسکتا تو یہ بھی جان لے کہ تو اگر تختِ سلطنت پر خدا کو تلاش کرنا چاہتا ہے تو تجھے قیامت تک اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ خدا کی معرِفَت کا نور تیرے وُجود میں اُسی وقت جلوہ گر ہو گا جب تو سلطنت کو ٹھوکر مار کر ہَمہ تَن(پورے وجود کے ساتھ) اُس کی یاد میں لگ جائے۔ اُس ندائے غیبی نے سلطان کے دل میں ایک آگ لگا دی، ایک طوفان برپا کر دیا، ایک جوش پیدا کر دیا۔ خدائے برحق کی تلاش کی، اب اُسے عالیشان اور زرق برق محل میں ایک لمحہ کے لئے بھی قرار و سُکون نصیب نہ ہوا۔ اُسی وقت دبے قدموں سے محل کے نیچے اُترا اور اپنی عظیم الشان حکومت کے نقش و نگار، کَرّوفَر و(ٹھاٹ باٹ) ہَیبت و جَلالت، شوکت و حَشمت، مال و دولت، سپاہ و لشکر، غلام و کنیز ہیرے اور جواہر چھوڑ کر کھردرے سنگریزوں(ناہموار پتھروں) پر نہایت اطمینان و جمعیت کے ساتھ بیٹھ کر ربُ العزّت کی عبادت میں محو(گم) ہو گیا۔

صبح کے وقت جب خدمت گاروں کی نگاہ سلطان کے بستر پر پڑی تو خلافِ معمول بادشاہ کو اُس پر نہ دیکھ کر اُن کو فکر ہوئی۔ پھر ابتدا کی یہ فکر ساری سلطنت میں رنج و فکر کی سیاہ کہر(ذہنی تاریکی) بن کر چھا گئی۔ اَراکینِ سلطنت نے سلطان کی تلاش و جُستجو میں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں بَرق رفتار گھوڑے دوڑا دیئے اُس کے بعد وہ خود بھی اپنے تاجدار عادل کو ایک جانب ڈھونڈنے کے لئے چل پڑے جب یہ لوگ دریا کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں اُن کا بادشاہ فرشِ خاک پر آرام سے بیٹھا ہوا ایک گُدڑی سینے میں مصروف ہے۔ قریب پہنچ کر ایک خاص وزیر نے اُس گدا نُما(غلام نما) سلطان سے عرض کیا۔

[41] (المعجم الكبير، شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، 137/8، الحديث 7620، مكتبة ابن تيمية القاهرة)

وزیر: عالی جاہ! آپ یہاں رونق افروز ہیں اور اُدھر پوری سلطنت ماتم کدہ (جائے ماتم) بنی ہوئی ہے وہ کون سی چیز ہے جس نے آپ کو عظمتِ شہنشاہی سے جدا کر کے یہاں ویران وحشت ناک مقام پر پہنچادیا؟ اگر ہم نیاز مندوں سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو اُس کو معاف فرمادیں۔ اور ملک میں واپس تشریف لے چلیں۔ ورنہ حکومت کا نظام درہم وبرہم اور سلطنت کا شیرازہ (ڈھانچہ) بکھر جائیگا۔

ابراھیم ادھم: میں ایک مٹ جانے والی حکومت کو چھوڑ کر لازوال (نا ختم ہونے والی) بادشاہی سے ہم کنار ہوگیاہوں اب میں اِس فانی چیز پر ایک نگاہ ڈالنا بھی گوارا نہیں کر سکتا کل تک میں لوگوں کے جسموں پر حکومت کرتا تھا اور آج میں خدا سے دل لگا کر پہلی حکومت سے کنارہ کش ہوچکاہوں تو رب العزّت کی دی ہوئی حکومت کی بدولت آج میں صرف انسانی دلوں پر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر مخلوق کو اپنا تابع کہہ کر آپ نے وہ سوئی جس سے گدڑی سی رہے تھے دریا میں ڈال دی اور کہااے دریا کی مچھلیوں ابراہیم ادہم کی سوئی واپس کردو آپ کی زبان سے ابھی یہ جملہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ سطحِ آب پر ہزاروں مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی سوئی لیکر حاضر ہوئیں۔ آپ یہ منظر دیکھ کر مسکرائے اور کہااے مچھلیوں مجھے سونے کی سوئی نہیں اپنی لوہے والی سوئی چاہیئے۔ اُس کے بعد تمام مچھلیوں کا ہُجوم دریا کی لہروں میں غائب ہوگیا۔ اور چند ساعت (لمحوں) کے بعد ایک مچھلی لوہے کی سوئی لیکر آپ کے پاس آئی۔ مولانا روم رحمۃاللہ علیہ اِس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں:

شیخ سوزن زود دردریا فگند * خواست سوزن را بآوازبلند

یعنی: آپ نے سوئی دریا میں ڈال دی پھر باآواز بلند کہا: اے مچھلیوں میری سوئی لے کر حاضر ہو۔

صد ہزاراں ماہی اللّٰہی * سوزن زربرلب ہر ماہی

یعنی: اللہ والی لاکھوں مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی سوئی لے کر آئیں۔

گفت الٰہی سوزنِ خودخواستم * دادہ ازفضلت نشانِ راستم

یعنی حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الٰہی میں نے تو اپنی سوئی مانگی تھی۔ مجھے تو نے اپنے فضل سے سچائی کا نشان بخشا ہے لہٰذا مچھلیوں سے سوئی دلوادے جو میری اصلی سوئی ہے۔

ما ہی دیگر بر آمد درزماں * سوزن اورا گرفتہ دردہا

یعنی: اُس کے بعد ایک دوسری مچھلی آپ کی سوئی اپنے منہ میں لئے ہوئے اُسی وقت۔

روبدو کردہ بگفتش اے امیر * ملک دل بہ یا چناں ملک حقیر[42]

یعنی: آپ نے اُس وزیر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے وزیر دلوں پر حکومت بہتر ہے جس کا میں بادشاہ ہوں یا ایسے ملکِ حقیر کی جس کے تم مالک ہو۔

[42] (المثنوي، کرامات ابراهيم ادهم، 118/1 کولمبیا یونیورسٹی، ١٨٥٢م)

اِس واقعہ کو دیکھ کر آپ کے پاس آنے والے حیران رہ گئے اور اُس گدڑی پوش فقیر کے قدموں پر جھک کر ہر ایک نے عرض کیا کہ سرکار ہم غلاموں کو بھی اپنے دامن سے وابستہ کر لیجئے۔ اب آپ کی موجودہ حکومت کو دیکھ کر اُس حکومت کی طرف جانے کو دل نہیں چاہتا۔

فائدہ: جانوروں کا اَولیاء کرام کی نیاز مندی میں یہ حال ہے کہ اُن کے راستہ اور گذرگاہ کا بھی خیال رکھتے ہیں تاکہ ولی اللہ کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ لیکن ہمارے دور کے موّحِدوں (نام نہاد توحید پرستوں) کا یہ حال ہے کہ عمداً (جان بوجھ کر) نام لے لے کر اَولیاء کرام کی گستاخیاں کرتے ہیں پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ اِن بدبختوں سے وہی جانور بھلے جو اَولیاء کے نیاز مند ہیں۔

گدھے کا ادب: جس گدھے مبارک پر رسول اللہ ﷺ سوار ہوتے تھے اُس کی عادت تھی کہ جب تک نبی پاک ﷺ سوار رہتے وہ گدھا پیشاب اور لید نہیں کرتا تھا۔ تاکہ کہیں نبی کریم ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی نہ ہو جائے۔

اُونٹ کا ادب: اونٹ پیشاب پیچھے کی طرف سے ہٹاتا ہے اپنے مالک کے ادب سے کہ وہ اُس کے آگے ہے کہ کہیں اُس پر پیشاب کا چھینٹا نہ پڑے۔[43]

(روح البیان، ص ۴۱۶، ج ۱۰)

شیر کا ادب: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ روم کے علاقے میں لشکر سے بچھڑ گئے، دشمن نے اُنہیں قیدی بنالیا، کسی طرح قید سے نکل بھاگے، راستے میں ایک شیر مل گیا، آپ نے فرمایا: اے ابوالحارث! (شیر کی کنیت) میں رسول اللہ ﷺ کا مولیٰ (غلام) ہوں۔ شیر دُم ہلانے لگا اور لشکر تک پہنچا کر واپس چلا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ ہُجوم (رش) دیکھا، وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ راستے میں ایک شیر بیٹھا ہوا ہے اِس لئے آمد و رفت (انا جانا) مُنقطع (بند) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کے قریب جا کر ڈانٹ پلائی (سرزنش کی) تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔[44]

ھرن کی فریاد: اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ صحرا میں گشت فرما رہے تھے کہ اچانک تین مرتبہ "یارسول اللہ" کی آواز سماعت فرمائی۔ آس پاس طرف متوجہ ہوئے۔ دیکھا، ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک بدوی (جنگل یا صحرا کا باشندہ) چادر لے کر سو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ہرنی سے دریافت کیا، کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے کہا، مجھے اِس بدوی نے شکار کیا ہے۔ میرے دو بچے اُس پہاڑ کی کھوہ (غار) میں ہیں۔ اگر آپ مجھے آزاد کر دیں تو میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤنگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا واقعی تو ایسا کریگی؟ عرض کی اگر ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے قیامت میں اُن لوگوں کے ساتھ اٹھائے جو آپ کا نام سن کر درود شریف نہیں پڑھتے۔ آپ ﷺ نے ہرنی کو رہا کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہرنی لوٹ آئی۔ حضور ﷺ نے اُسے باندھ دیا۔ جب بدوی بیدار ہوا تو کہا آپ کا کوئی حکم؟ آپ نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ تو اِس ہرنی کو چھوڑ دے بدوی نے اُسے چھوڑ دیا وہ خوش ہو کر جنگل میں دوڑتی چوکڑیاں بھرتی (چھلانگیں مارتی) چلی گئی اور کہتی تھی "أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ"۔[45] (شفا القلوب، ص ۲۸۷)

---

[43] (روح البیان، الغاشیة:16 423/10، دار الکتب العلمیة بیروت، 2018م)

[44] (مدارج النبوت، 252/1، شبیر برادرز، سن اشاعت 2004ء)

[45] (المعجم الکبیر، شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، 331/23، الحدیث 763، مکتبة ابن تیمیة القاهرة)

مُوذیوں کے ادب کی یادگار: حضور سرورِ عالم ﷺ کی غلامی نے گدا(غلام) کو شہنشاہ اور نہ صرف دُنیوی شاہی بلکہ کونین کی سلطنت عطا فرمادی۔ اُس کی زندہ مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات ہیں کہ غلامی رسول اللہ ﷺ سے قبل کیا تھے اور غلامی کے بعد کیا سے کیا ہوگئے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

قیروان: مغربی ممالک میں قیروان اُن مشہور و معروف شہروں میں تھا جو زمانہ دراز تک افریقہ کا دارالسلطنت اور گورنر کی قیام گاہ ہونے کی وجہ سے اسلامی عظمت واقتدار کی زندہ جاوید یادگار تھا۔اُس شہر کی بنیاد ۵۰ ہجری میں صحابہ کرام نے رکھی تھی۔اِس لئے یہ شہر مذہبی حیثیت سے بھی مقدّس سمجھا جاتا تھا۔ پھر جس طرح یہ شہر اپنے مقدّس بانیوں اور اسلام کی شوکت و عظمت اور نائبینِ سلطنت کی قیامگاہ ہونے کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا اِسی طرح اُس کی آبادی اور بنیاد کا واقعہ بھی صفحاتِ عالم پر یادگار رہنے والا ہے۔

واقعہ کا پس منظر: سیّدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا آپ نے حضرت عُقبہ بن نافع فہری کو افریقہ کا گورنر مقرر فرمایا۔ جب حضرت عقبہ افریقہ پہنچے تو آپ نے محسوس کیا کہ افریقہ میں مسلمان فوجیوں کے قیام کے لئے کوئی مستقل چھاؤنی نہ ہونے کی وجہ سے افریقہ کے مسلمانوں کے جان ومال غیر محفوظ ہیں۔ کیونکہ جب افریقہ کا حاکم وہاں کے دورے سے فارغ ہو کر مصر آجاتا تھا تو کافر مسلمانوں پر چڑھائی کردیتے تھے۔ حتیٰ کہ افریقہ کے اصلی باشندے قومِ بربر جن میں سے اکثر مسلمان بھی ہوگئے تھے وہ بھی مسلمان قوم کی عدم موجودگی میں عہد وپیمان توڑ دیتے تھے اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے میں کسر نہ اُٹھا رکھتے تھے۔اِس لئے حضرت عقبہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ افریقہ کے کسی مناسب مقام پر ایک اسلامی چھاؤنی بنائی جائے جہاں مسلمان فوجیں ہر وقت مُقیم رہیں اور اِس طرح مسلمانوں کے جان ومال کی حفاظتِ تامہ کے ساتھ ساتھ مغربی افریقہ اسلامی حکومت کا ایک مستقل صوبہ بن جائے۔ چھاؤنی کی تعمیر کا ارادہ تو کرلیا گیا مگر جس مقام کو چھاؤنی کے لئے منتخب کیا گیا تھا وہ ایک پُر ہیبت(خوف ناک) گنجان جنگل تھا جہاں اِس قدر گھنے درخت اور دلدل تھی کہ آدمی تو درکنار سانپوں کو بھی اُن درختوں سے گزرنا محال تھا۔ پھر یہ جنگل ہر قسم کے موذی اور زہریلے جانوروں کا مَسکن تھا اور ایک ایسی جگہ تھی جو انسان کی بود وباش(رہائش) کے لئے نہایت خطرناک تھی۔ پھر اُس پر طُرّہ یہ تھا کہ اُس جنگل کو درندوں اور وحشی جانوروں سے خالی کرنا طاقتِ انسانی سے باہر تھا۔ مقام کی اِس خطرناک حالت کو دیکھ کر بعض فوجیوں نے حضرت عقبہ سے کہا یہ مقام چھاؤنی کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے لیکن حضرت عقبہ نے تمام فوجیوں کو مطمئن کردیا اور اُس جگہ کی تعیین میں جو حکمتیں تھیں وہ بھی ظاہر کردیں اور آخر سب کا اُسی پر اتفاق ہوگیا کہ چھاؤنی یہیں بنی چاہیے۔ مسلمانوں کا یہ لشکر جو اُس موقع پر افریقہ میں موجود تھا اُن میں اٹھارہ(۱۸) صحابی بھی تھے۔ حضرت عقبہ امیرِ لشکر تمام فوجیوں کو جمع کرکے اُس مقام پر لے گئے جہاں چھاؤنی بنانے کا ارادہ تھا اور جنگل کے قریب پہنچ کر باآوازِ بلند یہ کلمات کہے:

" أيتها الحشرات والسباع نحن أصحاب رسول الله، صلّى الله عليه وسلّم، فارحلوا عنّا فإنّا نازلون فمن وجدناه بعد قتلناه"۔

(الكامل في التاريخ، فصل ثم دخلت سنة خمسين.)

یعنی: اے جنگل کے موذی جانورو! ہم اَصحابِ رسول اللہ ہیں۔ یہاں آباد ہونا چاہتے ہیں تم یہاں سے چلے جاؤ ہماری اِس اطلاع کے بعد بھی جو جانور باقی رہ گیا تو ہم اُس کو قتل کردیں گے۔[46]

---

[46] (معجم البلدان، 420/4، دار صادر، بيروت، الطبعة: الثانية، 1995م)

خدا جانے اُس آواز میں کیا تاثیر تھی یا کیا جادو تھا کہ سب حشرات الارض اور وحشی درندوں میں ہل چل پڑ گئی اور تمام جانور اُسی وقت جِلا وطن ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ تمام کی جماعتیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ شیر، چیتے، بھیڑیے، سانپ اژدھے غرضیکہ تمام موذی جانور وہاں سے بھاگنے لگے حتیٰ کہ ذرا سی دیر میں جنگل وحشی جانوروں سے خالی ہو گیا۔ یہ ایک عجیب ہیبت ناک اور تعجب خیز منظر تھا جو نہ اِس سے قبل کسی نے دیکھا اور نہ کسی کے وہم و گمان میں آیا۔

حضرت عقبہ کی آواز میں کیا تاثیر اور کیسی طاقت تھی کہ تمام جانور جانے کے لئے تیار ہو گئے اور پھر لُطف کی بات یہ تھی کہ درندوں کے لشکروں کے کوچ کا منظر ہزاروں تماشائی دیکھ رہے تھے حالانکہ ایسی حالت میں جبکہ شیر اور سانپ اژدھے بکثرت پھیلے ہوئے ہوں کوئی شخص قریب بھی کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جب یہ جنگل تمام وحشی درندوں سے خالی ہو گیا تو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر ایک بہت بڑی شاندار چھاؤنی تعمیر کی اور ایک شہر آباد کیا جس کا نام قیروان رکھا گیا۔ قوم بربر جو اُس ملک کے اصلی باشندے تھے اور جو اُس جنگل کی حالت اور اُس کے خطرات سے بخوبی واقف تھے جب اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے حقانیتِ اسلام (اسلام کی سچائی) کی روشن دلیل کو دیکھا تو اُسی وقت ہزارہا کی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔ [47]

انتباہ: دنیا بھر کے فلاسفر، علمِ طبیعیات اور طبقات الارض کے ماہر اَسباب و مُسببات کے تعلقات پر بحث کرنے والے اگر تمام ذہنی و دماغی قوتیں صرف کر ڈالیں تو وہ یہ ہر گز نہیں بتا سکتے کہ مسلمان جرنیل حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز میں کیا تاثیر تھی اور کیا سبب تھا کہ اُن کی آواز سنتے ہی غیر ذوی العقول [48] وحشی درندے اُن کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے۔ اِس کا سبب اگر بتا سکتا ہے تو وہی شخص جو خالق و مخلوق کے رابطہ و تعلق اور اُس کی حقیقت سے واقف ہو اور یہ جانتا ہو کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے ساری کائنات اُس کی ہو جاتی ہے۔

الفاظ کی تاثیر: فلاسفہ ہوں یا سائنسدان عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں لیکن اللہ والے اُنہیں بھی حکمتِ عملی سے سمجھا دیتے تھے۔

ایک ولی اللہ کسی بیمار پر کچھ پڑھ پڑھ کر دم کر رہے تھے۔ بو علی سینا [49] نے کہا: کیا کہہ رہے ہو؟ یہ بے فائدہ کام ہے۔ ولی اللہ نے اُسے گالی دی تو وہ سیخ پا (غصہ) ہو گیا۔ ولی اللہ نے کہا ناراض کیوں ہوئے؟ بو علی سینا نے کہا آپ کی گالی سے۔

ولی اللہ نے فرمایا گالی کے الفاظ میں تاثیر ہے تو کلامِ الٰہی میں بطریقِ اولیٰ تاثیر ہے۔

باادب درندے: عارف اِبنِ عبادر حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں درندے بھی درود پڑھنے والے کا احترام کرتے ہیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ میں سفر میں تھا ایک رات ایسی جگہ قیام ہوا جہاں درندے بکثرت تھے۔ میں ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھ گیا اور درود پڑھتا رہا چونکہ کوئی شخص درود پڑھے تو اللہ اُس پر صلوٰۃ پڑھتا ہے اُس دوران میں بندہ اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ درندے کی کیا مجال ہے کہ وہ قریب آئے چنانچہ وہ رات بھر کسی چیز سے نہیں ڈرے۔ (فضائل درود)

---

[47] (معجم البلدان، 4/421، دار صادر، بیروت، الطبعة: الثانية، 1995م)

[48] (ان میں بت، ستارے، شجر و حجر اور حیوانات وغیرہ مثلاً گائے، بیل اور سانپ وغیرہ سب کچھ آجاتا ہے۔)

[49] (بہت بڑا فلسفی اور طب حکمت کا نام لیکن روحانیت کا منکر)

فائدہ:(ا)درود شریف کے فضائل کسی سے مخفی(پوشیدہ) نہیں اُس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ درود پڑھنے والے کا درندے بھی احترام کرتے ہیں لیکن بے حیاء انسان خود درود والے نبی پاک ﷺ کا ادب واحترام نہیں کرتا۔ (۲) یہ تو دُنیوی فائدہ ہوا آخرت میں اللہ تعالٰی کے عذاب سے محفوظ اور رسول اکرم ﷺ کا قُرب نصیب ہوگا۔

شیر کا حیاء: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: "أتدرون ما يقول الأسد في زئيره؟" یعنی کیا تمہیں معلوم ہے کہ شیر جب گرجتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حسبِ عادت کہا. الله و رسوله اعلم، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے: "اللهم لا تسلطني على أحد من أهل المعروف" یعنی اے اللہ مجھے نیک لوگوں(اولیاء) پر مُسلّط نہ کرنا۔[50] (حیاۃ الحیوان الکبریٰ، فصل بسم اللہ الرحمن الرحیم)

باادب درندے: حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اُس نے نہایت خوشی سے رقص کیا اُس کے بعد رونے لگا رسول اللہ ﷺ نے اُس سے خوشی کا اور رونے کا سبب پوچھا۔ اُس نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک چرواہا ہوں ایک روز میں نے ایک شیر سوار سے آپ کا نام مبارک سنا تو مسلمان ہو گیا اور اُس سے آپ کے متعلق پوچھا اُس نے اپنے ہاتھ سے اِس طرف اشارہ کیا اور چلا گیا۔ میں نے اُسی وقت اپنے مال و اسباب وہیں چھوڑا اور آپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہر منزل ہر صبح و شام اللہ تعالٰی مجھے غیب سے روٹی پانی دیتا ہے جو درندہ میرے سامنے آتا مجھے سجدہ کر کے چلا جاتا۔ اب آپ کی زیارت سے مشرّف ہوا ہوں حالانکہ آپ نے میری طرف کوئی قاصد(ایلچی) نہیں بھیجا اِسی سبب سے میں نے رَقص کیا اور رویا اِس لئے کہ قریش آپ ﷺ کے رشتہ دار ہیں آپ کی عَداوت(دشمنی) سے دوزخ میں جائینگے اِسی لئے اللہ تعالٰی کی نافرمانی سے ڈرتا اور روتا ہوں۔

(ملفوظات شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ، ص ۲۸۰)

چاہ کنعان کے موذی: کنعان سے نو(۰۹) میل دور کنواں سام بن نوح علیہ السلام کے زمانہ سے ویران پڑا تھا۔ چار سو(۴۰۰) گز گہرا اور اُس کا پانی جسے دیکھتے ہی گھبراہٹ چھا جاتی جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے لگے آپ نے اُن سے بہت التجاہ وزاری کی اُنہوں نے ایک نہ سنی۔ پیراہن(کپڑے) جسم سے اُتارا اور اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اُسی کنوئیں میں یہیں لٹکا دیا۔ جب آدھے کنوئیں تک پہنچے تو رسّی کاٹ دی۔ یوسف علیہ السلام کنوئیں کی تہ تک نہ پہنچے تھے کہ جبریل علیہ السلام سدرہ سے آئے اور ایک سیکنڈ میں یوسف علیہ السلام کو ہاتھوں میں لیکر ایک سفید پتھر پر بٹھا دیا جو اُس کنوئیں کے اُوپر تھا۔ کنوئیں کے موذیوں نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا کہ اپنی بلوں میں پڑے رہو ایک محبوب خدا ہمارے ہاں تشریف لایا ہے۔ جب تک یوسف علیہ السلام کنوئیں میں رہے ایک موذی بھی اپنی بل سے باہر نہ نکلا تا کہ یوسف علیہ السلام کو گھبراہٹ نہ ہو۔[51] (روح البیان)

---

[50] (حیاۃ الحیوان الکبریٰ، باب الاسد، 13/1، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: الثانیة، 1424ھ)

[51] (روح البیان، سورۃ یوسف تحت آیت 15، 224/4، دار الفکر بیروت)

درندے مہمان: سیّد نا سہل بن عبداللہ رحمۃاللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ تستر(شہر) میں آپکے گھر کو لوگ بیت السباع (درندوں کا گھر) کہتے۔ بلکہ تمام اہلِ تستر متّفق ہیں کہ بہت سے درندے اور شیر آپ کی خدمت میں آتے اور آپ اُنہیں کھانا کھلاتے اور اُن کا خیال رکھتے حالانکہ تستر کی آبادی بہت بڑی تھی۔[52] (کشف المحجوب)

فائدہ: اِس طرح کے بیشمار واقعات اَولیاء کرام کے مشہور ہیں۔

نمرود کا لنگڑا مچھر: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو فرمایا کہ اب بدکاریوں سے توبہ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تہہ دل سے توبہ کر کے عجزو انکساری کر۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے چار سو(۴۰۰) سال بادشاہی بخشی۔ اور معجزات دکھائے اُس کے باوجود تو خدائی دعویٰ کئے جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر بیشمار ہے تجھے برباد کرنے کے لئے ایک معمولی لشکر کافی ہے۔ نمرود نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ میرے مقابلہ میں کوئی اور بادشاہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی فوج ہے تو مقابلہ کر کے دکھائے جبریل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ نمرود سے فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کی فوج آتی ہے مقابلہ کے لئے تیار ہو جا۔ نمرود نے تین دن کی مہلت مانگی۔ تیسرے دن کہا کہاں ہے خدائی فوج۔ اچانک مچھروں کا غَول (جتھہ) نمودار ہوا اور آتے ہی ایسے چھاگئے کہ سورج کی روشنی بھی نظر نہ آتی تھی۔ نمرود کے چھکے چھوٹ گئے۔ پھر ایک بادل آیا اُس سے نمرود کی فوج کے ہوش اُڑ گئے۔ نمرود نے کہا نقارہ بجاؤ اُدھر مچھروں نے شور مچایا تو نمرود فوج سمیت مَبہوت (حیران) ہو گیا۔ پھر آناًفاناً مچھر سب کو لپٹ گئے۔ اور سب کو کھانا شروع کر دیا سب کی گوشت بوٹی نوچ لی۔ فوج سواریوں سمیت مچھروں کی زَد میں تھے۔ نمرود چُھپ کر محل میں گُھس گیا اُسی دوران ایک لنگڑا مچھر آتے ہی نمرود کے دماغ میں داخل ہو کر پنجے جما کر اُس کے دماغ پر بیٹھ گیا۔ اُس سے نمرود کا چین و قرار ختم ہو گیا۔ نہ نیند نہ آرام جب تک اُس کے سر پر جوتے نہ پڑتے اُسے آرام نہ آتا دردِ سر اُسے کھائے جارہا تھا اُس درد اور سخت مصیبت میں چالیس (۴۰) دن مبتلا ہو کر مر گیا۔[53] (قصص الانبیاء)

خاتمہ: یہ حال تو ہے اُن کا جو لاشعور اور نہایت ہی زَبوں حال مخلوق ہے اور حضرتِ انسان جسے اشرف المخلوق کا لقب نصیب ہے اگر وہ بے ادب اور گستاخ ہو تو تعجب ہے۔ فقیر ذیل میں اُن حضرات کے ادب کا حال عرض کرتا ہے جو اشرف المخلوق سے بھی اشرف ہیں یعنی صحابہ کرام اور اَولیاءِ عظام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

(۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: آپ کو سَیف اللہ کا اعزاز نصیب ہوا۔ اُن کی ٹوپی میں رحمتِ کائنات سیّد العالمین ﷺ کے بال مبارک سلے ہوئے تھے۔ جنگ کے دوران جب کہ آپ سپہ سالار تھے گھمسان کی جنگ (خطرناک جنگ) ہو رہی تھی اُسی دوران آپ کی وہ ٹوپی گر گئی۔ آپ نے سخت کوشش کی اور ٹوپی تلاش کر کے اُس کو اٹھایا اتنے میں کافی جاں نثاران شہید ہو گئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بعض حضرات نے آپ سے سوال کیا کہ

---

[52]) کشف المحجوب فارسي،2/470، جمهورية مصر العربية، المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية، لجنة التعريف بألإسلام، مطبع 1974م)

[53])(قصص الأنبياء، بَاب ذِكْرُ مُنَاظَرَةِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ، 1/190، مطبعة دار التأليف–القاهرة، الطبعة: الأولى، 1388 ھ 1968 م)

نوٹ: نمرود کی ناک میں داخل ہونے والے مچھر کے لنگڑے ہونے کی بات مل نہ سکی کھی پر بھی

آپ نے ایسا کیوں کیا آپ کے ایسا کرنے سے کتنے شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے صرف ٹوپی کی خاطر ایسا نہیں کیا بلکہ اُن موئے مبارک کی خاطر کیا ہے جو اُس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے۔[54] (شفا شریف، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ نسیم الریاض)

فائدہ: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہمیں یہ سبق دے گئے ہیں کہ ادب کے راستے میں نہ باپ کی پرواہ کی جاتی ہے نہ جان کی پرواہ کی جاتی ہے نہ عزّت وآبرو کی۔

(۲) **ابو محذورہ (موذن رسول ﷺ):** حضرت ابو محذورہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک جوڑا تھا۔ بیٹھے ہوئے اگر اُن کو کھولتے تو وہ زمین تک پہنچ جاتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اِن بالوں کو منڈا کیوں نہیں دیتے۔ یہ سن کر فرمایا یہ وہ بال ہیں جن کو رحمت کائنات ﷺ کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے اِس لیے میں اُن کو منڈانا گوارہ (پسند) نہیں کرتا۔[55] (شفا شریف)

(۳) **حضرت خداش رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ:** نے ایک دن رسولِ اکرم شفیعِ اعظم ﷺ کو ایک پیالہ میں کھانا کھاتے دیکھا تو اُنہوں نے وہ پیالہ بطور تبرّک لے لیا اور جب امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خداش کے گھر تشریف لے جاتے تو اُن سے وہی پیالہ طلب فرماتے اور اُس میں آبِ زمزم ڈال کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھڑک لیتے۔[56] (اصابہ سیرت رسول عربی ﷺ)

(۴) **سیدنا انس صحابی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ:** کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد بطور وراثت کسی کو ملا۔ پھر کسی محبت والے نے وہ پیالہ آٹھ لاکھ (۸۰۰۰۰۰) درہم دے کر خرید لیا۔ کیونکہ اُس پیالہ کو حبیبِ خدا سیّد الانبیاء ﷺ کے ہونٹ مبارک لگے ہوئے ہیں۔[57] (شرح شمائل)

(۵) **حضرت کعب بن زهیر:** ایمان لائے اور قصیدہ بانت سعاد سیّد العالمین ﷺ کی خدمت میں پڑھا اور جب حضرت کعب نے یہ شعر پڑھا:

إِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

تو والیٔ اُمّت ﷺ نے اپنی چادر مبارک حضرت کعب کو عطا فرمائی۔ بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم دے کر وہ چادر مبارک خریدنا چاہی تو حضرت کعب نے فرمایا میں یہ چادر مبارک کسی کو نہ دونگا۔ پھر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے وارثوں سے بیس ہزار (۲۰۰۰۰) درہم دے کر خرید لی۔[58] (شرح قصیدہ بحوالہ سیرت رسول عربی ﷺ)

---

54 (باالشفا بتعريف حقوق المصطفى، فصل وَمِن إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ، 56/2، الدار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1409 هـ 1988 م)

55 (االشفا بتعريف حقوق المصطفى، فصل وَمِن إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ، 56/2، الدار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1409 هـ 1988 م)

56 (الإصابة في تمييز الصحابة، فصل وَمِن إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ، 56/2، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى 1415)

57 (وجمع الوسائل في شرح الشمائل، (بَابُ مَا جَاءَ فِي قَدَحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، 239/1، ، المطبعة الشرفية مصر، طبع على نفقة مصطفى البابي الحلبي)

58 (إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، أما سماعه الشعر واستنشاؤه وتمثله به، 265/2، ، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1420 هـ 1999 م)

(۶) **حضرت عبد اللہ بن جحش صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:** کی تلوار ٹوٹ گئی تو جانِ جہاں ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک ٹہنی پکڑائی اور وہ تلوار بن گئی۔ وہ تلوار حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں رہی اور اُن کے وارثوں سے بغاتر کی نے دو سو(۲۰۰)دینار دے کر خرید لی۔

(زرقانی شرح مواہب لدنیہ)[59]

(۷) **حضرت اسد بن زرارہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:** نے رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمت میں ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی جس پر نبی اکرم ﷺ آرام فرمایا کرتے تھے وہ چارپائی تبرکاً منتقل ہوتی آئی پھر وہ چارپائی عبداللہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے چار ہزار(۴۰۰۰)درہم دے کر خرید لی۔[60] (زرقانی)

(۸) **احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:** نے جب یہ سنا کہ رحمتِ دو عالم والیٔ اُمّت ﷺ نے کمان ہاتھ میں لی تھی تو اُس دن سے غازی احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ادب کی وجہ سے کبھی کمان کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔[61]

اِس جیسے واقعاتِ صحابہ وتابعین فقیر کی تصنیف "باادب بانصیب" میں پڑھیئے۔

ادب پر انعامِ خداوندی: انبیاء واَولیاء وصُلحاء وعُلماء کے ادب سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا نصیب ہوتا ہے جس سے دنیا رشک کناں ہوتی ہے نہ صرف وقتی طور بلکہ پُشتوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے یوں ہی بے ادبی و گستاخی کا حال ہے ، فقیر نے اِن دونوں کو دو کتابوں میں تفصیل سے ذکر کیا ہے "باادب بانصیب" اور "بےادب بےنصیب" یہاں بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت ثابت نے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نیاز مندی اور ادب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حضرت نعمان ابو حنیفہ امام اعظم جیسا فرزندِ ارجمند عطا فرمایا۔

(۲) شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ کے والد عُلماء کرام کو حلوہ تیار کر کے کھلاتے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا بیٹا عطا فرمایا جو ائمہ فقیہ ہیں۔ اُن کا لقب شمس الائمہ مشہور ہوا(رحمہ اللہ)۔

(۳) "رونق المجالس" میں ہے کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو کہ صاحبِ ثروت مالدار تھا اُس کے دو بیٹے تھے اور اُس کی خوش نصیبی کہ اُس تاجر کے پاس رحمتِ کائنات سیّدِ دو عالم ﷺ کے تین بال مبارک تھے۔ جب وہ تاجر فوت ہوا تو اُس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آدھی آدھی لے لی اور جب موئے مبارک کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے بھائی نے لے لیا ایک چھوٹے بھائی کو دیدیا۔ تیسرے بال مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ ہم آدھا آدھا کر کے لیتے ہیں۔ یہ سن کر چھوٹے بھائی نے جو کہ بڑا ہی خوش عقیدہ خوش نصیب اور ادب میں رنگا ہوا تھا اُس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں ہر گز اِس بال مبارک کو توڑنے

---

[59] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، "غزوة أحد": 433/2، دار الكتب العلمية—بيروت، الطبعة: الأولى 1417هـ 1996م)

[60] (إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، أما سماعه الشعر واستنشاؤه وتمثله به، 265/2، ، دار الكتب العلمية—بيروت، الطبعة: الأولى، 1420 هـ 1999 م)

[61] (االشفا بتعريف حقوق المصطفى، فصل وَمِن إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ، 57/2، الدار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1409 هـ 1988 م)

نہیں دوں گا کیونکہ حبیبِ خدا سیّد الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ عظیم اِس سے بالاتر ہے کہ آپ کے بال مبارک کو توڑا جائے اور جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اُس نے کہا یوں کریں کہ تینوں بال مبارک تو لے لے اور باپ کی باقی ساری جائیداد مجھے دیدے۔ یہ سن کر چھوٹا بھائی جو کہ خوش بخت اور خوش نصیب تھا اُس نے کہا مجھے اور کیا چاہیے اور اُس نے دنیائے فانی کی ساری دولت (جائیداد) بڑے بھائی کو دیدی اور اَبدی دولت یعنی بال مبارک خود لے لئے۔ پھر اُن موئے مبارکہ کو ایک محفوظ جگہ پر ادب کے ساتھ رکھ دیا اور جب کبھی شوق آتا موئے مبارکہ کی زیارت کرتا اور سامنے کھڑا ہو کر درود پاک پڑھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ بے نیاز کے دربار میں ایسی غیرت آئی کہ بڑے بھائی کا سارا مال ساری دولت چند دنوں میں ختم ہو گئی اور وہ کنگال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اُس چھوٹے بھائی کو موئے مبارک کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے دیا اور جب وہ چھوٹا بھائی فوت ہوا تو کسی نے اُس کو خواب میں دیکھا کہ شاہِ کونین رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور اُس خواب دیکھنے والے کو فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس کسی کو کوئی حاجت در پیش ہو تو اُس (چھوٹے بھائی) کی قبر پر آئے اور یہاں آ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ چنانچہ اُس اعلان کے بعد لوگ قصد (ارادہ) کر کے اُس کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ جو کوئی اُس قبر کے علاقہ میں آتا سواری سے اُتر کر پیدل چلتا۔[62] (رونق المجالس، القول البدیع، سعادۃ الدارین)

فائدہ: یہ سارے انعامات موئے مبارک کا ادب کرنے کی وجہ سے عطا ہوئے۔

(۴) امام الاَولیاء علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قُدّس سرہ نے "**کشف المحجوب**" میں تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ مہدی سیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہر مرو کے کھاتے پیتے اور خوشحال گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی۔ پھر آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص کے پاس رحمتِ دوعالم حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو بال مبارک ہیں۔ آپ نے وہ دونوں بال مبارک دنیا کی دولت دے کر خرید لئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن موئے مبارکہ کی برکت سے مہدی سیاری کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنا لیا پھر آپ نے حضرت خواجہ ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور اُن کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اَولیاء کرام کے ایک گروہ کے اِمام بن گئے۔ پھر جب اُن کا (خواجہ مہدی سیاری رحمۃ اللہ علیہ کا) وصال کا وقت آیا تو آپ نے وصیّت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ دونوں بال مبارک اُن کے منہ میں رکھ دیئے گئے۔ اب اُن کا مزار مرو میں مشہور ہے۔

وامروز گور او بمرو ظاہر است مرد ماد بحاجت خواستن آنجا دوندو مہمات از آنجا طلبند و بیابند و مجرب است[63]

(کشف المحجوب)

---

[62] (سعادۃ الدارین في الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم للنبھاني، اللطیفۃ الرابعۃ والثلاثون، ص138، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2019م)

("ال"قول البدیع في الصلاۃ علی الحبیب الشفیع للسخاوي، ص128، "ال"مکتبۃ العلمیۃ، 1977م)

[63] (کشف المحجوب فارسي، 125، مطبع 1923م)

یعنی: حضرت خواجہ مہدی سیاری رحمۃاللہ علیہ کی قبر مبارک مرو میں مشہور ہے اور لوگ اپنی حاجتیں لے کر اُن کے مزار پر جاتے ہیں اور وہاں سے اپنی حاجتیں پاتے ہیں یہ مُجرّب ہے۔[64]

فائدہ: یہ ساری بہاریں ادب کی ہیں کہ آج اُن کے مزارات مرجِع خَلائق (لوگوں کے مرکز) ہیں۔ سچ ہے:

اگر کھیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلان ہر گز نمیرد

(۵) ابو عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ہم بغداد کے دینی مدرسہ نظامیہ میں علمِ دین پڑھتے تھے اُن ایّام میں ایک غوث بغداد شریف میں وارد ہوئے۔ (سید یوسف ہمدانی رحمۃاللہ علیہ) وہ جب چاہتے ظاہر ہو جاتے اور جب چاہتے غائب ہو جائے۔ ہم تینوں اُس غوث کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں اِبنِ سقا نے کہا میں تو اِس غرض سے غوث کے پاس جا رہا ہوں تاکہ اُس سے ایسا سوال کروں جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔ اُس کے بعد بولا میں نے کہا میں بھی ایک سوال کروں گا اور دیکھوں گا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بولے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں غوث سے کوئی سوال کروں۔ (ہر گز سوال نہیں کروں گا) میں تو اُن کی خدمت میں زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ الغرض ہم تینوں وہاں پہنچے تو ایک گھڑی کے بعد ہمیں اُس غوث کی زیارت نصیب ہوئی وقت کے غوث نے اِبنِ سقا کی طرف جلال کی نظر سے دیکھا اور فرمایا: اے اِبنِ سقا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے سوال کرنے آیا کہ میں اُس کا جواب نہ دے سکوں گا۔ اے اِبنِ سقا تیرا سوال یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے۔ اے اِبنِ سقا سُن لے میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تجھ پر بھڑک رہی ہے۔ اُس کے بعد وقت کے غوث نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے عبداللہ تو بھی مجھ سے سوال کرنے آیا ہے تاکہ تو دیکھے کہ کیا جواب دیتا ہوں۔ لے یہ تیرا سوال ہے اور یہ اُس کا جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں تک چڑھی ہوئی ہے۔ اُس کے بعد اُس غوثِ زمان نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کی اور اُن کو اپنے قریب کر لیا پھر عزّت اَفزائی کرتے ہوئے فرمایا اے صاحبزادے اے عبدالقادر تو نے حُسنِ ادب سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کو راضی کر لیا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد میں منبر پر چڑھ کر بھرپور مجمع میں وعظ کریں گے۔ اور یوں فرمائیں گے میرا یہ قدم جُملہ (تمام) اَولیاء کی گردنوں پر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے زمانے میں تمام اَولیاء کرام نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا لیا ہے۔ اُس کے بعد وہ غوث غائب ہو گئے۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر اُس غوث کے کہنے کے موافق آثار قُربِ خداوندی ظاہر ہوئے اور ہر خاص و عام نے آپ کی وِلایت پر اتفاق کیا اور آپ نے حَسبِ ارشاد فرمایا! میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اَولیاءِ کرام نے آپ کے لئے اُس کا اعتراف (اقرار) کیا۔ اور اِبنِ سقا کا قصہ یہ ہوا کہ وہ علوم شرعیہ (دینی علم حاصل کرنے) میں مشغول رہا یہاں تک کہ کمال علم حاصل کر لیا اور بہت سے اَہلِ زمانہ پر فوقیت لے گیا۔ اور تمام عُلوم میں نیز فنِ مناظرہ میں مشہور ہو گیا۔ زبان کے اعتبار سے بڑا فَصیح، شکل کے اعتبار سے بڑا حَسین۔ لہٰذا بادشاہ نے اُسے اپنا مقرّب بنا لیا اور پھر قاصد (سفیر) بنا کر شام و روم کی طرف بھیجا۔ رومی بادشاہ نے اِبنِ سقا کو صاحبِ فنون اور فصیح پایا تو بہت حیران ہوا پھر عیسائی مذہب کے عُلماء کو اِبنِ سقا کے ساتھ مناظرہ کیلئے بلایا تو اِبنِ سقا نے سب عُلماء کو لاجواب کر دیا اور عیسائی عُلماء ہار گئے۔ اِس کامیابی سے شاہِ روم کے نزدیک اِبنِ سقا کی عظمت اور بڑھ گئی اور یہی کامیابی اِبنِ سقا کے لئے فتنہ کا سبب بنی۔ ازاں بعد ایک دن اِبنِ سقا کی رومی بادشاہ کی شہزادی پر نظر پڑ گئی اور وہ اُس شہزادی پر فریفتہ (فدا) ہو گیا پھر بادشاہ سے شہزادی کے رشتہ کی درخواست کر دی۔ شاہِ روم نے کہا صرف ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تو بھی عیسائی مذہب

[64] (کشف المحجوب مترجم، حضرت سیدنا مہدی سیاری، 306/1، مکتبہ شمس و قمر)

قبول کرلے۔اُس پر اِبنِ سقانے اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لیا۔تو شاہِ روم نے اپنی بیٹی کا نکاح اِبنِ سقا سے کر دیا۔پھر تھوڑے عرصہ میں اِبنِ سقا بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اُسے کوئی پوچھتا نہیں تھا۔لوگوں نے اُسے ایک کونے میں ڈال دیا اور وہ گذراَوقات کے لئے دربدر کی بھیک مانگا کرتا اور اُس کو کوئی منہ نہ لگاتا۔اِبنِ سقا کو حد درجہ پریشانی اور رُوسیاہی(رُسوائی) پیش آئی۔ایک دن اُس کے دوستوں میں سے کسی کا اُس پر گزر ہوا تو اُس نے اِبنِ سقا سے پوچھا کیا حال ہے ؟ یہ سُن کر ابنِ سقانے جواب دیا کہ ایک فتنہ ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔اُس دوست نے اِبنِ سقا سے پوچھا تجھے قرآن پاک بھی کچھ یاد ہے یا نہیں ؟اِبنِ سقانے کہا ایک آیت یاد آرہی ہے اور وہ یہ ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔(پارہ۱۴، سورۃالحجر، آیت۲)

ترجمہ: بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش مسلمان ہوتے۔

اُس دوست کا بیان ہے کہ پھر ایک دن میں اُس کی طرف گیا اور اِبنِ سقا کو دیکھا وہ اتنا سیاہ(کالا) ہو چکا ہے کہ جیسے جلا ہوا کوئلہ ہوتا ہے اور نزع یعنی جان کنی کی حالت میں تھا میں نے اُس کی قبلہ کی طرف کروٹ بدلی وہ پھر مشرق کی طرف پھر گیا حتیٰ کہ اُسی حالت میں اُس کی جان نکل گئی۔اِبنِ سقا اُس غوث کی بات یاد کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اُسی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں۔

عبداللہ بن عصرون نے کہا میرا قصہ یوں ہوا کہ میں دینی علوم پڑھ کر فارغ ہوا اور میں دمشق چلا گیا۔تو سلطان نورالدین شہید نے مجھے بلا کر اَوقاف کا محکمہ میرے سپُرد(حوالے) کر دیا اور میں اَوقاف کا مُتولّی(سرپرست) بن گیا تو مجھ پر ہر طرف سے دنیا چلی آرہی تھی اور میں غوثِ وقت کے فرمان کو یاد کرتا تھا۔الحاصل ہم تینوں پر غوثِ وقت کی بات پوری ثابت ہوئی۔[65] (انوار المحسنین، اشرف علی تھانوی ۳۶)، (فتاویٰ حدیثیہ)

فائدہ: اِس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ صرف علم پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا انسان بیشک چودہ علم پڑھ لے اگر ادب نہیں تو سب کچھ لا حاصل ہے اور اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے۔"الطریق کله ادب" قابلِ غور بات ہے کہ اِبنِ سقا ایک ولی ایک غوث کی شان میں معمولی سی بے ادبی کر کے ایمان ضائع کر بیٹھا تو جو شخص نبیوں کے نبی رسولوں کے امام حبیبِ خدا ﷺ کی شان میں بے ادبی کرے اُس کا حشر(انجام) کیا ہو گا۔

(۲) خواجۂ خواجگان بابا فریدالدین گنج شکر قدّس سرہ نے فرمایا ایک بار ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق وفاجر تھا ملتان میں فوت ہوا۔مرنے کے بعد کسی کو خواب میں ملا۔دیکھنے والے نے پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو اُس نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب کریم نے بخش دیا ہے۔خواب دیکھنے والے نے پوچھا معافی کس وجہ سے ہوئی ؟تو اُس نے کہا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃاللہ علیہ کہیں جا رہے تھے تو میں نے براہِ محبت آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔اللہ تعالیٰ نے اُسی عمل کی وجہ سے مجھے بخش دیا ہے۔(خلاصۃ العارفین)

یہ ذات والاصفات کا فضل ہے جس کا قرآن میں اعلان ہے:

---

[65] (الفتاوى الحديثية، 225/1، دار الفكر)

لَا یُسۡـَٔلُ عَمَّا یَفۡعَلُ وَهُمۡ یُسۡـَٔلُوۡنَ۔ (پارہ۱۷، سورۃ الانبیاء، اٰیت ۲۳)

ترجمہ: اُس (اللہ تعالیٰ) سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے، اور اُن سب سے سوال ہوگا۔

یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ کرے کوئی اُس سے پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں کیا، اور حق تعالیٰ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔

(۷) سیّدنا خواجہ جنید بغدادی قُدّس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص تھا جسے لوگ اُس کی غلط رَوِش کی بنا پر شَقِی (بدبخت و دوزخی) کہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ شخص خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اُٹھ کر چلا گیا۔ راستہ میں کسی نے اُس کو شقی کہہ کر پکارا تو غیب سے آواز آئی اب اُس کو شقی نہ کہو۔ کیونکہ یہ ہمارے ولی جنید کی خدمت میں بیٹھ چکا ہے اور جو بھی اُن کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھ جائے وہ شقی (بدبخت بدنصیب) نہیں رہ سکتا۔ (ذکر خیر)

(۸) ایک شخص جو کہ نہایت ہی بدکردار فاسق و فاجر تھا ایک دن وہ دریائے دَجلہ پر ہاتھ منہ دھونے گیا۔ تو اتفاقاً وہاں نیچے بہاؤ کی طرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے وضو کر رہے تھے اُس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول اور امام وقت وضو کر رہا ہے اور میرے جیسا نالائق انسان اُوپر کی طرف بیٹھا ہاتھ منہ دھوئے یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے۔ یہ خیال آتے ہی وہ اُٹھا اور نیچے کی طرف آبیٹھا اور ہاتھ پاؤں دھو کر چلا گیا۔ جب وہ شخص فوت ہوا تو ایک بزرگ کو خواب میں ملا آپ نے پوچھا بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اُس نے دجلہ والا واقعہ سنایا اور کہا مجھے میرے ربِ کریم نے سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔[66] (تذکرۃ الاولیاء۔ ذکر خیر)

(۹) مولانا حمید الدین بنگالی اپنے ملک بنگال سے باہر علمِ دین حاصل کرنے گئے۔ علمِ دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن آرہے تھے جب آگرہ پہنچے تو مفتی آگرہ کے ہاں قیام کیا۔ حُسنِ اتفاق سے سیّدنا امام رَبّانی مجدد الف ثانی سرہندی قُدّس سرہ آگرہ تشریف لائے۔ مولانا حمید بنگالی چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی سے بداعتقاد تھے لہٰذا حضرت امام ربانی قدس سرہ کی آگرہ تشریف آوری کی خبر سن کر مولانا بنگالی نے اپنے وطن کو روانگی کا پروگرام بنایا تو مفتی آگرہ نے مولانا بنگالی سے دریافت کیا کہ آپ اتنی جلدی کیوں تیار ہو گئے؟ مولانا بنگالی نے بتایا کہ شیخ سرہندی چونکہ یہاں قریب ہی آکر ٹھہرے ہیں اور میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا اِس لئے جارہا ہوں۔ مفتی صاحب نے اِستِفسار کیا (سوال کیا) مولانا آپ کیوں ملنا نہیں چاہتے ہیں وہ عالم دین بھی ہیں اور بزرگ بھی ہ؟ بنگالی صاحب نے کہا کہ میرا دل ہی نہیں چاہتا۔ آخر کار مولانا بنگالی نے اپنا سامان اُٹھایا اور بنگال کی طرف روانہ ہو گئے اور تین دن کے بعد بنگالی صاحب پھر آگئے۔ مفتی صاحب نے کہا مولانا کیا ہوا آپ واپس آگئے؟ مولانا بنگالی بولے میں آپ کے ہاں ایک کتاب بھول گیا وہ لینے آیا ہوں۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ تلاش کرلو۔ بنگالی صاحب اندر کتاب تلاش کر رہی رہے تھے کہ مفتی صاحب نے بتایا کہ امام رَبّانی دروازے پر جلوہ اَفروز ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا مرحبا تشریف لائیں۔ یہ سُن کر مولانا بنگالی گھبرا گئے اور کہا میں کہاں جاؤں؟ مفتی صاحب نے فرمایا اِس جگہ کوٹھری میں چُھپ کر بیٹھے رہو۔ پھر جب سیّدنا امام رَبّانی صاحب اندر تشریف لائے تو مفتی صاحب نے عرض کیا حضور کیسے تشریف لانا ہوا؟ فرمایا ایک مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کیا حضور آپ سے کونسا مسئلہ پوشیدہ ہے؟ تو فرمایا آپ اِس علاقہ کے مفتی ہیں لہٰذا تبادلہ خیال کرنے میں کونسا حَرج ہے۔[67]

---

[66] (تذکرۃ الاولیاء، ج 1 ص 146 الی 147،)

[67] (فقیر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک بہانہ تھا حقیقت میں وہ بحکمِ الٰہی مولانا بنگالی کو شکار کرنے آئے تھے۔)

اِسی اثناء میں امام رَبّانی کی نظر مولانا بنگالی کی نظر سے دوچار ہو گئی پھر تھوڑی دیر کے بعد سیدنا امام ربانی قُدّس سرہ حُجرہ (کمرہ) سے باہر نکلے تو مفتی صاحب بھی الوادع کرنے کو نکلے تو مفتی صاحب نے دیکھا کہ مولانا حمید الدین بنگالی دَست بَستہ (ہاتھ باندھے) حضرت امام رَبّانی کے پیچھے پیچھے جارہے ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا کہ پیچھے جاؤ دیکھو کہ بنگالی صاحب کہاں تک جاتے ہیں؟ پھر اُس نے آکر بتایا کہ حضرت امام رَبّانی مکان میں جلوہ گر ہو گئے ہیں اور بنگالی صاحب دروازے پر کھڑے رو رہے ہیں۔ پھر حضرت صاحب نے شفقت فرمائی اور مولانا کو اندر بلا لیا اور پھر سُلوک مجددی طے کرانا شروع کر دیا اور جب سُلوک پورا ہو گیا اور مولانا بنگالی کو جانے کی اِجازت مل گئی تو حضرت قدس سرہ العزیز نے فرمایا لاؤ دَستار تا کہ مولانا کی دَستار بندی کی جائے۔ یہ سن کر مولانا بنگالی نے عرض کیا اگر تبرُّک عطا کرنا ہے تو اپنے استعمالی جوتے عطا کر دیں۔ آپ نے سمجھایا کہ کوئی اور چیز لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے کہ جوڑا مبارک عطا ہو جائے اور جب جوڑے مبارک عطا ہوا اور مولانا بنگالی روانہ ہوئے تو اُس جوتا مبارک کو دانتوں میں دبائے تین کوس پچھلے پاؤں چلتے گئے اور اپنے گھر میں ایک چبوترا بنایا اُس پر وہ جوڑا بڑے ادب سے رکھ دیا اور جو کوئی بیمار یا دعا کا خَواستگار (طالب) آتا مولانا فرماتے پیالے میں پانی لاؤ اور آپ اِس جوتا مبارک کی نوک اُس پیالہ میں پھیر دیتے تو وہ مریض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہو جاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفا نہ ہوتی تو وہ پیالا ٹوٹ جاتا اور زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر جب مولانا بنگالی کا وصال ہوا تو وہ پاپوش (جوتے) مبارک اُن کی قبر میں سر کی طرف ایک خاص جگہ پر رکھ دی گئی۔ (ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی للّٰھی رحمۃ اللّٰہ علیہ، ص ٣٦)

فائدہ: ایک ولی کے جوتے مبارک کا ادب کرنے سے مولانا حمید الدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر باذن اللہ (اللہ کے حکم سے) دار الشفا بن گیا اور جن کے وسیلہ سے ولی ولی بنتے ہیں اُن کا ادب کرنے سے کیا کچھ عطا ہو گا۔ اِن شاء اللہ جنّت ملے گی۔

(١٠) سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا اُن کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گنہگار اور کردار کا گندہ تھا اُس نے سو (١٠٠) سال اور ایک قول کے مطابق دو سو (٢٠٠) سال نافرمانیوں میں گزار دیئے اور جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اُس کا غسل و کفن گوارا (پسند) نہ کیا بلکہ اُسے ٹانگ سے پکڑ کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک آئے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلیم موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اور اُسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے آپ اپنی قوم کو حکم دیں کہ اُس کو اٹھائیں اور عزّت و احترام کے ساتھ تجہیز و تکفین کریں اور آپ اُس کا جنازہ پڑھائیں۔ یہ سُن کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام قوم کو لے کر وہاں پہنچے تو اُسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ وہی پاپی (گنہگار) ہے لیکن مامور (پابندِ حکم) تھے اُسے اِعزاز سے اُٹھا کر تجہیز و تکفین کر کے جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا۔ بعد میں موسیٰ علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کیا کہ یا اللہ! یہ شخص اتنا مجرم و گنہگار اس اعزاز کا حقدار کیسے بن گیا؟ ربِ ذوالجلال نے فرمایا اے میرے نبی! تھا تو یہ بڑا گنہگار اور سخت سزا کا حقدار مگر ہوا یوں کہ ایک دن اِس نے تورات کھولی اور اُس میں میرے حبیب کریم ﷺ کے نام مبارک پر اُس کے دل میں میرے حبیب کی محبت نے جوش مارا اُس نے نامِ محمد ﷺ کو بوسہ دیا آنکھوں پر رکھ کر اُس نے درود پاک پڑھا تو میں نے اُس کی اِس تعظیم و ادب کرنے سے اُس کے گناہ معاف کر دیئے اور اُس کو اپنے بندوں میں شامل کر لیا۔[68] (سیرت حلبیہ)

فائدہ: ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کا اِسمِ مبارک چومنا نجات کا موجِب (سبب) ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "شہد سے میٹھا محمد کا نام" میں۔

---

[68] (السیرۃ الحلبیۃ، باب: تسمیتہ صلی اللہ علیہ وسلم محمدا وأحمدا، 123/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ 1427ھ)

(۱۱)سیّدنابِشر حافی رحمۃاللہ علیہ نشہ میں دُھت کہیں جارہے تھے۔کہ راستہ میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظرپڑی اُس کواُٹھایاتودیکھاکہ اُس پر لکھا تھا"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ "۔خواجہ بِشر حافی نے اُس کاغذ کو صاف کیاعطرلگایااوراُونچی جگہ پررکھ دیااُس پراللہ ذوالجلال کانام پاک لکھاہوا تھا۔اُسی رات کسی اللہ والے کو حکم ہواکہ بِشر کوخوش خبری سناؤکہ تونے ہمارے نام کومُعطّر(خوشبودار) کرکے بلند مقام پررکھاہے لہٰذاہم بھی بِشر کوبلند مقام عطاکریں گے۔اُس اللہ والے نے یہ سوچ کرکہ بِشر توشرابی کبابی ہے کہیں میرایہ الہام غلط نہ ہو۔پھردوسری بار حکمِ الٰہی ملاپھرتیسری باریہی فرمان ملا۔وہ بِشر کے گھرگئے تووہاں پتہ چلاکہ بِشر شراب خانے گئے ہوئے ہیں اورجب وہ اللہ والے شراب خانے گئے توکسی نے بتایاکہ بِشر توشراب کے نشہ میں بدمَست لیٹاہواہے اُس اللہ والے نے کہاکہ بِشر کو پیغام دوکہ تیرے لئے ایک خاص پیغام لایاہوں۔جب بِشر نے پیغام سناتوڈرتے ہوئے ننگے پاؤں دوڑے اورپیغامِ الٰہی سُن کرہمیشہ کے لئے تائب ہوگئے۔اُس کے بعدخواجہ بِشر حافی نے کبھی جوتانہیں پہنااِسی لئے آپ کالقب حافی ہوااور حافی کامعنی ہے پابرہنہ(ننگے پاؤں ہونا)۔پھراللہ تعالیٰ نے اُس بِشر کوجوشرابیوں کاسردار تھااللہ تعالیٰ کے نام پاک کاادب کرنے کی وجہ سے ولیوں کاسرداربنادیا۔[69]

(۱۲)ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ اپنی سہیلیوں میں بیٹھی تھی کہ اذان شروع ہوگئی۔اُن خواتین میں سے کسی عورت نے اذان کے دوران کوئی بات کرناچاہی تو ملکہ زبیدہ نے اِشارے سے منع کردیاپھرجب ملکہ زبیدہ فوت ہوگئی توکسی نے خواب میں دیکھااورپوچھاکس سبب سے بخشش ہوئی؟توبتایاکہ اذان کاادب کرنے کی وجہ سے بخشش ہوگئی۔[70] (تعطیر الانام)،(روح البیان) تفصیل دیکھئے فقیر کارسالہ "رحمت حق بہانہ می جوید"۔

(۱۳)سلطنتِ عثمانیہ کامورثِ اعلیٰ عثمان غازی ایک دن کہیں جارہاتھاراتات ایک جگہ قیام کیاتودیکھاکہ قرآن مجیدرکھاہواہے پوچھایہ کیاہے؟لوگوں نے بتایایہ قرآن پاک ہے عثمان غازی نے کہاقرآن پاک کے سامنے بیٹھ جاناخلافِ ادب ہےاور وہ ہاتھ باندھے صبح تک کھڑارہاصبح جب وہ نکلاتواُسے ایک شخص ملااورکہاکہ آپ کہاں تھے میں توآپ کوتلاش کررہاہوں؟پھراُس شخص نے کہاکہ آپ نے چونکہ قرآن مجیدکاادب کیاہےاِس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئےاورآپ کی اَولادکیلئے سلطنت لکھ دی ہے۔[71] (تفسیر روح البیان،سورۃ انبیاء)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

مدینے کابھکاری

الفقیرالقادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔پاکستان

[69] (کتاب التوابین،توبة بشر بن الحارث الحافي،128/1،الناشر: دار ابن حزم، الطبعة: الأولى 1424هـ/2003م)

[70] (روح البیان،سورۃالحج تحت73،60/6، دار الفکر بیروت)

[71] (روح البیان،سورۃالانبیاء تحت50، 489/5، دار الفکر بیروت)